﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ | جمعہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء | شمارہ ۴۲

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا

"خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "قد افلح من زکٰہا وقد خاب من دسّٰہا" (سورۃ الشمس: ۱۰)۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا اور خائب اور خاسر ہو گیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔ اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیہ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ معاملہ تو ابھی دور ہے کہ تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ۔ ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کماحقہ ادا نہیں کرتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور بد سلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہو گا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ گو ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔

یاد رکھو! اپنے بھائیوں کے ساتھ بکلی صاف ہو جانا یہ آسان کام نہیں بلکہ نہایت مشکل کام ہے۔ منافقانہ طور پر آپس میں ملنا جلنا اور بات ہے مگر سچی محبت اور ہمدردی سے پیش آنا اور چیز ہے۔ یاد رکھو اگر اس جماعت میں سچی ہمدردی نہ ہوگی تو پھر یہ تباہ ہو جائے گی اور خدا اس کی جگہ کوئی اور جماعت پیدا کر لے گا۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی تھی۔ ان میں سے ہر ایک زکی نفس تھا اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے تھے۔ سو یاد رکھو اس جماعت کو بھی خدا تعالیٰ انہیں کے نمونہ پر چلانا چاہتا ہے اور صحابہؓ کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ جو شخص منافقانہ زندگی بسر کرنے والا ہو گا وہ آخر اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔

یاد رکھو یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ خبیث اور طیب کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ابھی وقت ہے کہ اپنی اپنی اصلاح کر لو۔ یاد رکھو کہ انسان کا دل خدا کے گھر کی مثال ہے۔ خانہ خدا اور خانہ انسان ایک جگہ نہیں رہ سکتا جب تک انسان اپنے دل کو پورے طور پر صاف نہ کر لے اور اپنے بھائی کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار نہ ہو جائے تب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف نہیں ہو سکتا"۔

(ملفوظات جلد ۶ صـ ۷۲ تا ۷۵)

> ہمارے سلسلہ کو تو صرف اخلاص، صدق اور تقویٰ جلد ترقی دے سکتا ہے
> (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مختصرات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں امریکہ اور کینیڈا کے دورہ پر ہیں لیکن پروگرام "ملاقات" حسب معمول ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر روزانہ اپنے وقت مقررہ پر پیش کیا جاتا رہا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس اصولی ہدایت کے تحت کہ یہ پروگرام بار بار پیش کئے جائیں اس ہفتہ میں کچھ نئے پروگرام جو پہلے سے ریکارڈ کر لئے گئے تھے، دوبارہ، دکھائے گئے۔ اس ہفتے کے پروگرامز کا خلاصہ قارئین کے استفادہ کے لئے پیش ہے۔

ہفتہ ۔ یکم اکتوبر ۱۹۹۴ء.

۶ نومبر ۱۹۹۳ء کو ہنگیرین مسلمانوں کے ایک وفد کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ ابتدائی تعارف کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہنگری اور دوسرے مشرقی یورپ کے ممالک میں اسلام کی موجودہ حالت کا تجزیہ کرتے ہوئے انہیں ہنگری میں تبلیغ اسلام سے متعلق رہنمائی فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ عیسائیت کے بنیادی عقائد کا تجزیہ کرتے ہوئے حقیقت کو ان عیسائیوں کے سامنے رکھنا چاہئے۔ چنانچہ حضور نے مثال کے طور پر بعض عیسائی عقائد کا تفصیلی تجزیہ پیش فرمایا اور اس سلسلہ میں اپنی تازہ تصنیف Christianity, A journey from Facts to Fiction کا ذکر فرمایا جس میں عقلی دلائل سے موجودہ عیسائیت کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب آپ دوسروں کو اسلام کے متعلق بتائیں تو انہیں تفصیل سے سمجھائیں تاکہ جو بھی مسلمان ہو وہ گہرے طور پر اسلام کو سمجھ کر اور پورے اطمینان قلب کے بعد اسلام قبول کرے ورنہ محض تبدیلی مذہب سے کوئی فائدہ نہیں۔

اتوار ۔ ۲ اکتوبر ۱۹۹۴ء.

۸ نومبر ۱۹۹۳ء کو ہنگیرین مسلمانوں کے وفد سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی ریکارڈنگ پیش کی گئی۔ اس ملاقات میں بنیادی موضوع گفتگو "مسلم فیملی" تھا۔ چنانچہ حضور نے اسلام میں فیملی کی اہمیت اور مرد و عورت، میاں بیوی، بہن بھائی، والدین اور بچوں کے باہمی تعلقات اور ان کے حقوق و فرائض سے متعلق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تفصیل سے اس موضوع پر گفتگو فرمائی۔

سوموار ۔ ۳ اکتوبر ۱۹۹۴ء.

آج ۱۲ اپریل کے پروگرام ملاقات کی ریکارڈنگ دکھائی گئی جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے معاندین احمدیت کے اعتراضات کے جواب دئے ہیں۔ چنانچہ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رویاء و کشوف پر اعتراضات کا جواب دیا۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کی بعض تحریرات کے حوالے سے معاندین کے ان اعتراضات کا بھی جواب دیا کہ آپ نے قادیان کو بستیوں کی ماں قرار دیا ہے اور یہ کہ آپ نے کہا کہ مکہ و مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا ہے اور قادیان میں مکہ و مدینہ والی برکت نازل ہوتی ہیں۔ اور یہ کہ قرآن مجید میں تین شہروں کا ذکر ہے، مکہ، مدینہ اور قادیان کا۔

منگل ۔ ۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء.

۲۰ اپریل کے پروگرام "ملاقات" کی ریکارڈنگ دکھائی گئی جس میں حضور ایدہ اللہ نے مولوی یوسف لدھیانوی کے ایک رسالہ "قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق" میں اٹھائے گئے اعتراضات کو باری باری لے کر ہر اعتراض کا بھرپور تنقیدی جائزہ لیا اور تفصیلی جواب دیا۔ اس میں حضور نے پہلے زندیقیت کے جھوٹے الزام کا رد بیان فرمایا۔ مختلف علماء کے دوسرے فرقوں کے خلاف فتاویٰ پڑھ کر سنائے اور ختم نبوت کے ضمن میں حضور نے حوالوں سے ثابت فرمایا کہ پرانے علماء بھی یہی تشریح کرتے آئے ہیں جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔

بدھ، جمعرات ۔ ۵، ۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء.

ان دو ایام میں تعلیم القرآن کلاس نمبر ۴ اور ۵ کی ریکارڈنگ پیش کی گئی۔ قبل ازیں یہ پروگرام ۴ اور ۵ اگست ۱۹۹۴ء کو نشر کئے گئے تھے۔ ان کلاسز میں حضور انور نے بہت دلنشیں انداز میں قرآن مجید کا ترجمہ سکھانے کے سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ "ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقھا" کی نہایت لطیف تشریح فرمائی اور مچھر کی تخلیق میں جو کمالات اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائے ہیں ان کا بہت اختصار سے مگر جامع تذکرہ فرمایا۔

جمعہ ۷ اکتوبر ۱۹۹۴ء.

۲۹ اپریل کا پروگرام ملاقات دوبارہ دکھایا گیا۔ اس میں حضور نے متفرق سوالات کے جواب دئے ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) کیا پتھر بھی انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کیا اپنے ستارہ سے ملتا جلتا پتھر استعمال کرنا چاہئے۔
(۲) خدا کی رضا کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے۔
(۳) کیا ایم۔ ٹی۔ اے، کے پروگرام مسجد میں دیکھنے جائز ہیں۔
(۴) آخرت میں کس طرح کی حوریں مومنوں کو ملیں گی۔
(۵) کہتے ہیں کہ امام مہدیؑ کے پاس حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت داؤدؑ کی انگشتری ہوگی۔ کیا یہ درست ہے؟
(۶) کیا واقعی دعاؤں سے تکالیف دور ہو جاتی ہیں۔ (۷) کیا دعا کے لئے باوضو ہونا ضروری ہے؟
(۸) عالمگیر اسلامی نظام تو وہ نظام ہے جو اول دور اسلام میں شروع ہوا مگر وہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا؟
(۹) کیا بچہ کی پیدائش سے قبل اس کی جنس کے متعلق معلوم کرنا درست ہے۔
(۱۰) بے اولاد والدین کس حد سائنس کی مدد سے جدید طبی ذرائع سے اولاد حاصل کر سکتے ہیں؟

اداریہ

عمل ایمان کا زیور ہے

امن اور ایمان کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ دونوں لفظ ایک ہی مادہ سے نکلے ہیں۔ جب آپ دیکھیں کہ کسی قوم کا امن وامان اٹھ چکا ہے۔ وہاں لوگوں کی جان، مال اور عزت محفوظ نہیں، لوگ فساد اور انتشار کا شکار ہیں اور ان میں شدید خوف وہراس پایا جاتا ہے اور ظلم اور معصیت کا دور دورہ ہے اور ذلت اور ادبار نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے۔ تو سمجھ لیں کہ اس امن وامان کے فقدان کا اصل سبب ان کے دلوں سے ایمان کا فقدان ہے کیونکہ جب کسی قوم سے ایمان جاتا رہے تو اس قوم کا امن بھی اٹھ جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اگر آپ امن و امان چاہتے ہیں اور حقیقی سکون اور اطمینان کے خواہاں ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ خود بھی ایمان پر قائم ہوں اور اپنے ماحول میں بھی ایمان کو قائم کرنے کے لئے جہاد کریں۔

آپ آج کی دنیا پر ایک نظر ڈال کر دیکھیں ہر طرف فتنہ وفساد اور ظلم وبربریت کے مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ حقیقی امن وسکون مفقود ہے۔ غریب اور پسماندہ ممالک کے افراد تو کئی قسم کے خطرات میں مبتلا ہیں ہی، مہذب اور متمدن کہلانے والے ممالک میں بھی معاشرتی جرائم بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور باوجود ہر قسم کے ظاہری وسائل کے یہاں کی سوسائٹی سے امن اٹھتا جارہا ہے۔ بے ایمان، دہریہ اور لامذہب اقوام تو ایک طرف وہ جو خدا پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی ایمانی حالتیں بھی نہایت کمزور ہو چکی ہیں۔ نہ صرف وہ اخلاقی لحاظ سے روبہ انحطاط ہیں بلکہ بعض اوقات ایسی انسانیت سوز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں کہ ان پر "اولٰئک کالانعام بل ھم اضل" کا الٰہی فرمان اطلاق پاتا دکھائی دیتا ہے۔

بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت کا بھی یہی حال ہے۔ ان کی ایمانی طاقتیں مردہ ہو چکی ہیں اور ان کی جگہ فسق وفجور نے لے لی ہے۔ کیا معاملات اور کیا عبادات ہر بات میں فتور آگیا ہے۔ ان کے علماء کا یہ حال ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار سے بے خبر ہیں۔ انہیں اپنی خانہ جنگیوں، اندرونی جھگڑوں اور ایک دوسرے کی تکفیر بازی سے ہی فرصت نہیں۔ ان میں اکثر نفس پرست، خود غرض اور حب دنیا میں مبتلا ہیں۔ کچھ پیر پرستی اور قسما قسم کی جاہلانہ رسومات وبدعات کا شکار ہیں۔ یہی حال ان کے امراء کا ہے کہ تقویٰ وانصاف سے عاری اور اپنی عیاشیوں میں مست ہیں اور ہر طرف فسق وفجور کا ایک دریا بہہ رہا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں ہے۔ اگر انہیں یہ یقین ہو کہ ایک زندہ خدا موجود ہے جو بدی سے نفرت کرتا ہے اور گنہگار اور ظالم کو سزا دیتا ہے، تو وہ گناہوں سے نفرت کریں کیونکہ سچا ایمان انسان کے اندر پاکیزگی پیدا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ مومنوں کا ولی اور حامی وناصر ہوتا ہے۔ پس آج اگر مسلمان ذلیل وخوار ہیں اور ان کا امن اٹھ چکا ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے سینوں میں ایمان باقی نہیں رہا اور یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ اس وقت جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا اس وقت اللہ تعالیٰ ابنائے فارس میں سے بعض کو توفیق بخشے گا جو ایمان کو ثریا سے واپس لاکر دوبارہ بنی نوع انسان کے دلوں میں قائم کریں گے۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ:

"اسی حالت میں جبکہ دنیا کی ایمانی حالت اس حد تک کمزور ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے تاکہ میں زندہ ایمان، زندہ خدا پر پیدا کرنے کی راہ بتلاؤں"

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں توفیق بخشی کہ ہم خدا کے اس مامور پر ایمان لائے ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اس دولت ایمان کی قدر کریں اور نہ صرف اپنی عملی حالتوں کو سنواریں بلکہ اپنے ماحول میں بھی حقیقی ایمان باللہ کے قیام کے لئے بھرپور جہاد کریں۔ یاد رکھئے:

"عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے"۔

مسیحا کا وقت

کہتا ہے وقت خود میں مسیحا کا وقت ہوں
تاریکیوں میں حق کی تجلی کا وقت ہوں
پیدا کئے ہیں ساحر فرعوں نے سانپ پھر
موسیٰ کا ہوں عصا ید بیضا کا وقت ہوں
یہ بحر و بر میں پھیل رہا ہے فساد کیا؟
اس سے سمجھ لو آپ ہی میں کس کا وقت ہوں

(روشن دین تنویر)

احادیث النبی ﷺ

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَاَنْ يَاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهُ ثُمَّ يَاْتِي الْجَبَلَ فَيَاْتِي بِحُزْمَةٍ مِّنْ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوهُ. (بخاری کتاب الزکوۃ، باب استعفاف عن المسألة)

حضرت زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص رسی لے کر جنگل میں جاتا ہے اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھا کر بازار میں آتا ہے اور اسے بیچتا ہے اور اس طرح اللہ اس کے چہرہ کی حفاظت کرتا ہے (یعنی اسے بے آبرو ہونے سے بچاتا ہے)۔ اس کا یہ طرز عمل اس کے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگے۔ نہ معلوم وہ لوگ اس کے مانگنے پر اسے کچھ دیں یا نہ دیں۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: طُلِّقَتْ خَالَتِي ثَلَاثًا فَخَرَجَتْ تَجُدُّ نَخْلاً لَّهَا فَلَقِيَهَا رَجُلٌ فَنَهَاهَا فَاَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: اُخْرُجِي فَجُدِّي نَخْلَكِ لَعَلَّكِ اَنْ تُصَدَّقِي مِنْهُ اَوْ تَفْعَلِي خَيْرًا. (ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب في المبتوتة تخرج بالنهار)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو تین طلاقیں مل گئی تھیں۔ اس حالت میں وہ اپنے گزارہ کے لئے کھجوریں توڑنے نکلیں تو ایک آدمی انہیں ملا اور اس نے انہیں (ایام عدت میں گھر سے نکلنے سے) منع کیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کھجوریں توڑنے باہر جایا کرو۔ ہو سکتا ہے تم اس میں سے کچھ صدقہ و خیرات کرو یا تم کوئی نیکی اور بھلائی کرو۔

ساز باز

ارکان بلدیہ سے تھی مُلّا کی ساز باز
جائے نماز، میری گرا دی بلا جواز
اک حادثہ ہوا تھا اجودھیا میں ان دنوں
ایسا ہی ماجرا ہوا پنڈی میں جانگداز
ہندو گرا کے بابری مسجد ہے شادماں
ایسے ہی کار خیر پہ ملا کو بھی ہے ناز
یُدھ، اس کا بھی فساد۔ جہاد اس کا بھی فساد
نے دلپذیر عمل ۔ نہ کوئی قول دلنواز
وہ کون لوگ تھے کہ "سعی فی خرابھا"
نازاں بھی اس پہ ہیں جو عواقب سے بے نیاز
اللہ کے گھر گرا کے ہیں دونوں بزعم خویش
مُلّا بھی سرفراز ۔ برہمن بھی سرفراز

(عبدالمنان ناہید)

حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے بارہ میں
شیعہ مسلک پر ایک نظر

(حافظ مظفر احمد)

بانی اسلام، مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیش گوئیوں کی بناء پر امت مسلمہ بالعموم ایک ایسے مصلح کی آمد کی قائل ہے جو مہدی کا لقب پاکر آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا، اور زمین کو عدل سے بھر دے گا، اور اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کرے گا۔

مسلمانوں ایک بڑا گروہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک شیعہ کے بارہویں امام حضرت امام محمد علیہ السلام جو گیارھویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام (متوفی ۲۶۰ھ) کے صاحبزادے تھے اور نو سال کی عمر میں (۲۶۵ھ) میں دشمنوں کے خوف سے عراق کے علاقہ سامرہ کے شہر سر من رای کے غار میں غائب ہو گئے اور ساڑھے گیارہ سو سال سے ابھی تک زندہ ہیں وہی امام مہدی بن کر آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے زمانہ میں اتریں گے اور آپ کی قیادت میں اسلام کی خدمت کریں گے (۱)۔

عام مسلمانوں سے جداگانہ اس شیعہ نقطہ نظر کا پس منظر دراصل اہل بیت اور غیر اہل بیت کے مابین خلافت اور امامت کی نزاع ہے جس کا آغاز خلافت بنی امیہ سے ہوا۔ عباسی دور میں یہ اختلاف اور بڑھا۔ پہلے محمد نفس زکیہ اس کی بھینٹ چڑھے، پھر عباسی خلیفہ متوکل کے زمانہ میں گیارھویں شیعہ امام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو حکومت کے خلاف سازش کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور قتل کا منصوبہ بنایا گیا (۲)۔

دراصل مخالفین آپ کو قتل کر کے آپ کی نسل مٹانا چاہتے تھے (۳) چنانچہ عباسی خلیفہ معتمد کے زمانہ میں بعمر ۲۹ سال زہر دلوا کر حضرت امام حسن عسکریؑ کو شہید کیا گیا (۴)۔ حضرت امام حسن عسکریؑ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ میرا ایک بیٹا ہوگا جو زمین کو عدل سے بھر دے گا (۵)۔ چنانچہ جب آپ کی لونڈی صیقل نامی سے امام محمد پیدا ہوئے تو ان کے بارے میں امام حسن عسکریؑ نے اپنے خاص مریدوں علامہ ابو سہل نوبختی وغیرہ کے سامنے یہ توقع ظاہر کی کہ آپ کا یہ بیٹا مہدی ہوگا (۶)۔ اسی توقع اور امید کی بنا پر آپ نے اس بیٹے کا نام مؤمل بھی رکھا جس کے معنی ہیں ایسا وجود جس سے امیدیں وابستہ ہوں (۷)۔

حکومت وقت کی عداوت کے پیش نظر امام حسن عسکریؑ کی زندگی میں ہی اس بچے کی حفاظت کی خاطر انہیں روپوش کر دیا گیا۔ البتہ والد کی وفات پر وہ ان کا جنازہ پڑھانے کے لئے ظاہر ہوئے (۸)، پھر روپوش ہو گئے۔ چنانچہ عباسی خلیفہ معتمد نے امام محمدؑ کی تلاش کا حکم دیا اور دو سال تک ان کے والد کی میراث کی تقسیم کو بھی ملتوی رکھا مگر ان کا کوئی پتہ نہ ملا (۹)۔ لیکن امام موصوف سے شیعہ ارباب اختیار کا رابطہ رہا۔ چنانچہ اصول کافی میں روایت ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد ہمارے اصحاب نے کہا کہ حضرت صاحب الامر سے ان کا نام اور جگہ معلوم کی جائے تو امام صاحب سے جواب آیا کہ اگر تم نام معلوم کرو گے تو لوگ اسے شہرت دیں گے اور یہ ہمارے خاندان کے لئے مضر ہوگا۔ اور مکان کا پتہ چل گیا تو چڑھ دوڑیں گے (۱۰)۔

روپوشی کے اس زمانہ کو جو ۴۰ سال سے ۷۰ سال تک بیان کیا جاتا ہے غیبوبت صغریٰ سے موسوم کیا جاتا ہے جس میں ان کے مریدان خاص ان سے ملاقات کر کے توقیعات (تحریری احکامات) حاصل کرتے رہے۔ یہ سلسلہ ۳۲۹ھ میں اختتام کو پہنچا (۱۱)۔ جب امام صاحب کا یہ رابطہ بھی مریدوں سے منقطع ہو گیا۔ جسے بعض موت کا نام دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور شیعہ فاضل علامہ ابو سہل نوبختی (جو امام حسن عسکری کے مریدان خاص میں سے تھے) اور آپ کے ہم مسلک بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ غیبوبت صغریٰ (یعنی زمانہ روپوشی میں) بارہویں امام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے وفات پا چکے ہیں (۱۲)۔ گویا غیبوبت صغریٰ کے انقطاع یا خاتمہ سے مراد "امام غائب" کی طبعی موت ہے۔ مگر چونکہ امام غائب سے غیبوبت صغریٰ یا روپوشی کے اس زمانہ میں مہدی ہونے کا کوئی دعویٰ ظہور میں نہ آیا جس کی شیعہ امیدیں لگائے بیٹھے تھے تو ان کی وفات کے بعد آپ کے ماننے والوں میں یہ عقیدہ مشہور ہو گیا کہ وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے بڑی غیبوبت میں چلے گئے۔ جسے غیبوبت کبریٰ کا نام دیا جاتا ہے اور جس کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ ہے کہ اس میں امام غائب تو لوگوں کو دیکھتے ہیں مگر لوگ ان کو دیکھ نہیں سکتے (۱۳) اور وہ غار میں زندہ موجود ہیں اور پیش گوئیوں کے مطابق مہدی بن کر لمبی غیبت کے بعد ظاہر ہونگے (۱۴)۔

حقیقت یہ ہے کہ لمبی غیبت کے بعد امام غائب کے ظاہر ہونے سے مراد دراصل فیج اعوج کے لمبے وقفہ اور دور ضلالت کے بعد ان کا ظہور تھا ورنہ امام غائب کے اپنے زمانہ کی طبعی عمر پانے کے بعد زندہ موجود ہونے کا عقیدہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے کی طرح کا عقیدہ ہے اور یہ دونوں عقیدے دراصل تیسری صدی کے بعد کے اس تاریک دور کی پیداوار ہیں جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ فتنہ و فساد کا دور ہے۔ اور اس زمانہ کے لوگوں کا میرے ساتھ اور میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں (۱۵)۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ساڑھے گیارہ سو سال سے امام غائب کے غار میں زندہ موجود ہونے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انیس سو سال سے آسمان پر زندہ موجود ہونے کا عقیدہ نہ صرف خلاف سنت الٰہی اور خلاف عقل ہے بلکہ خلاف قرآن بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو ہمیشگی اور غیر طبعی عمر نہیں بخشی پھر آپ فوت ہو جائیں تو دوسرے کیسے غیر طبعی عمر پا سکتے ہیں (۱۶)، اور پھر قرآن شریف یہ فیصلہ بھی سناتا ہے کہ جو مر جائیں وہ کبھی دنیا میں واپس نہیں آتے (۱۷)۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں یا امام غائب ان کی جسمانی واپسی کا عقیدہ خلاف قرآن بھی ہے اور خلاف عقل بھی۔ قرآن شریف سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی اور امام کا کام خدا کے حکم سے ہدایت دینا ہوتا ہے (۱۸) اور خدا کا پیغام پہنچانے میں وہ ہرگز خوف نہیں کھاتے (۱۹)۔ اس کے باوجود اگر کوئی امام زندہ ہوتے ہوئے غائب ہے اور اپنی قوم میں ہدایت اور امامت کا کام انجام نہیں دے رہا اور دشمن کے خوف سے روپوش ہے تو وہ قطعاً امام کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

دراصل آئمہ اہل بیت نے بھی جو بارھویں امام کی شکل میں امام مہدی کی خبر دی تو ان سے مراد ان جیسے ایک وجود کی آمد تھی۔ چنانچہ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ مہدی کو قائم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد کھڑا ہوگا (۲۰)۔ یعنی اس امام کے ہمرنگ ایک اور امام آئے گا جو روحانی لحاظ سے اس کا ہم نام اور ہم خاصیت ہوگا۔ لیکن پیش گوئی میں مخفی یہ نکتہ عوام نے نہ سمجھا اور امام کے ظاہراً غار میں صدہا برس سے زندہ موجود ہونے کا اعتقاد کر لیا۔ یہ لوگ آج بھی غار کے دھانے پر جا کر "اخرج یا مولانا" کی بے قرار التجائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے آقا! تشریف لایئے مگر گزشتہ ساڑھے گیارہ سو برس میں انہیں کوئی جواب نہیں آیا سوائے مایوسی کے اس جواب کے جو وہ غار گیارہ صدیوں سے بزبان حال کہہ رہا ہے کہ ۔

اس غار سے اب کوئی نہیں کوئی نہیں آئے گا

—○○—

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر غار والا امام غائب مہدی نہیں تو پھر کون ہے۔ اور کب آئے گا؟ اس کا جواب سورہ جمعہ کی آیت "و آخرین منھم لما یلحقوا بھم" کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا جب آپ سے سوال کیا گیا تھا کہ یا رسول اللہ! یہ آخرین کون ہیں جن میں آپ کی دوسری بعثت ہوگی۔ آپؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو سلمان کی قوم میں سے بنو فارس اسے واپس لائیں گے (۲۱) اور یہ عجمی لوگ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ امام مہدی کو دین کے زندہ کرنے اور ایمان قائم کرنے کے لئے بھیجے گا۔ اس کافی و شافی جواب نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا کہ امام مہدی کے اہل بیت سے ہونے سے محض ظاہری اور خونی رشتہ مراد تھا یا روحانی اور دینی رشتہ و تعلق مقصود تھا۔ کیونکہ ایک طرف نبی کریمؐ نے ثریا سے ایمان لانے والے کو سلمان کی قوم میں سے قرار دیا تو دوسری طرف فرمایا کہ سلمان اہل بیت میں سے ہے۔ (۲۲) بلاشبہ اس ارشاد رسول میں اس دینی اور روحانی تعلق ہی کی طرف اشارہ ہے جس کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے وہ اہل بیت میں سے ہے۔ اور امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ جو ہم سے محبت کرے وہ اہل بیت میں سے ہے (۲۳)۔

پس قرآن شریف کی زبان اور روحانی اصطلاح میں اہل بیت کا محاورہ تمام مومنوں اور امتیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے چنانچہ حضرت امام باقر اور امام جعفر صادق نے سورۃ احزاب کی آیت "وازواجہ امہاتھم" کی یہی تشریح کی ہے کہ ازواج رسول مومنوں کی مائیں اور نبی مومنوں کا باپ ہے (۲۴)۔ گویا تمام مومن اور متقی آل رسول میں شامل ہیں۔ جبکہ غیر صالح لوگ ظاہراً اہل بیت ہو کر بھی حقیقی اہل بیت نہیں رہتے جیسے پسر نوح کو اس کی بدعملی کی وجہ سے اہل بیت سے خارج کر دیا گیا (۲۵)۔

—○○—

اس ساری بحث سے دو باتیں واضح ہیں۔ اول یہ کہ آخرین میں ایمان قائم کرنے والا وجود عربی نہیں ہوگا عجمی ہوگا لہٰذا محمد بن حسن عسکری وہ مہدی نہیں ہو سکتے۔ دوسرے آنے والے مہدی کے لئے ظاہراً اہل بیت میں سے ہونا ضروری نہیں امتی ہونا کافی ہے۔ ہاں سیرت و اخلاق میں رسول کریمؐ کی پیروی کی وجہ سے روحانی لحاظ سے وہی حقیقی اہل بیت میں شمار ہوگا (۲۶)۔

قرآن شریف اور احادیث سے امام مہدیؑ کی آمد کے زمانے پر یہ روشنی پڑتی ہے کہ وہ ایمان کے اٹھ جانے اور فتنہ و فساد کے زمانے میں آکر امن اور ایمان قائم کرے گا۔ چنانچہ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امام مہدی لوگوں کی غفلت کے وقت ظاہر ہوگا اور حق کے مٹ جانے اور ظلم کے غالب آجانے کے وقت ظاہر ہوگا (۲۷)۔ جبکہ بارہ اماموں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے وقت میں اسلام غالب رہے گا۔ "لا یزال امر امتی ظاہراً حتیٰ یمضی اثنتی عشر خلیفۃ" (۲۸)

KHAYYAMS
SUPPLIERS OF
FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS
VEGETABLES
SAMOSAS
CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
MOBILE: 0860 418 252
KHAYYAMS
PARTIES
CATERED FOR

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

گویا بارہ اماموں کے گزر جانے کے بعد امت پر زوال شروع ہوگا۔ پس بارہویں امام کا تو غلبہ اسلام کے دور میں آنا مقدر ہے جبکہ امام مہدی نے اسلام کے تنزل کے وقت اسے غالب کرنے کے لئے آنا تھا۔ اس لئے شیعہ کا بارہواں امام مہدی نہیں ہو سکتا۔

—○ ○—

اہل شیعہ آخری زمانہ میں امام مہدی کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں حالانکہ قرآن شریف صاف طور پر تمام انبیاء بشمول عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں اور آپؐ سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے ہیں۔ پس کیا اگر آپؐ فوت ہو جائیں یا قتل کر دئے جائیں تو کیا (اے مسلمانو!) تم دین سے پھر جاؤ گے (۲۹)۔

اور یہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ بعثت کی پیش گوئی ہے وہ بھی دراصل ان کی مثالی رنگ میں آمد سے تعلق رکھتی ہے یعنی آپ جیسے روحانی کمالات رکھنے والا ایک شخص آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ قرآن شریف میں بھی اس کی مثال موجود ہے جہاں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اپنی نعمتیں گنواتے ہوئے فرماتا ہے کہ ہم نے آل فرعون سے تمہیں نجات دی اور فرعون کو لشکر سمیت غرق کر دیا اور تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تمہارے لئے من وسلویٰ اتارا، اب اگر ان آیات کے ظاہری معنی کئے جائیں تو ماننا پڑے گا کہ جن کو آل فرعون سے نجات دی گئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک زندہ تھے یا مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر آ گئے تھے یا پھر محاورہ زبان کے مطابق یہ سمجھا جائے کہ مجازی طور پر یہ ان کی نسل سے خطاب ہے جو اپنے آباء واجداد کے کاموں پر راضی ہے گویا یہ وہی ہیں۔ یہی مثال انفرادی رنگ میں ابن مریم کے دوبارہ آنے کی ہے۔ چنانچہ سورہ نور کی آیت استخلاف (نمبر۵۶) میں بھی امت میں بنی اسرائیل کی طرح خلفاء پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ حضرت امام زین العابدین کے نزدیک یہی خلیفہ امام مہدی ہوگا جس کا آیت استخلاف میں ذکر ہے (۳۰)۔ اسی طرح سورہ توبہ کی آیت (۳۳) "لیظھرہ علی الدین کلہ" سے بھی ائمہ اثنا عشریہ امام مہدی کا ظہور مراد لیتے ہیں جو اسلام کو تمام ادیان پر غالب کریں گے (۳۱)۔

پس عیسیٰ بن مریم ہی دراصل وہ خلیفہ اور مہدی ہیں جنہوں نے امت میں پیدا ہو کر امام بننا تھا اور جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے یہ خبر دی تھی کہ وہ حکم عدل بن کر ظاہر ہونگے (۳۲)۔ اس حدیث میں دنیا میں عدل کرنے والے کا نام عیسیٰ بتایا گیا ہے۔ حالانکہ حدیثوں میں یہ مہدی کا کام بیان ہوا ہے۔ آخری زمانہ میں آنے والے اس امام مہدی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لمبی غیبت کے بعد وہ انبیاء کے کمالات وصفات کا ذخیرہ لے کر آئے گا (۳۳)۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے یہ پیش گوئی فرمائی کہ وہ مہدی آدم، نوح، موسیٰ، عیسیٰ، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ اہل بیت ہونے کا دعویٰ کرے گا (۳۴)۔ گویا تمام انبیاء کی صفات اور اخلاق اور برکات سے حصہ پائے گا اور عیسیٰؑ نام سے اس امام کو خاص اس لئے کیا گیا کہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے وہ سب سے زیادہ حضرت عیسیٰؑ سے مشابہ اور ان کی طرح چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پس دراصل ایک ہی امام ہے جس کا آخری زمانہ میں اقوام عالم میں انتظار ہونا تھا اور اسے مسیح ابن مریم اور مہدی کے القاب سے نوازا جانا تھا۔ باقی جہاں تک اس کے نام کا تعلق ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب اور خلیل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تاکید کی ہے کہ کسی کو بھی امام مہدی کا نام نہ بتاؤں (۳۵)۔ پس مہدی کے جتنے نام شیعہ روایات میں بیان ہوئے ہیں وہ سب صفاتی ہیں کیونکہ ذاتی نام بیان کرنے سے ممانعت فرمادی گئی۔

—○ ○—

گزشتہ زمانے میں جہاں تک ممکن ہے نظر ڈال کر دیکھیں ایسا کوئی دعویدار نظر نہیں آتا جس نے زمانے کی ضرورت کے وقت مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تمام علامات اس کے وجود میں پوری ہوتی نظر آتی ہوں سوائے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے جنہوں نے چودھویں صدی کے سر پر مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپ کی ولادت جمعہ کو ہوئی جیسا کہ شیعہ مسلک کی پیش گوئیوں میں تھا (۳۶)۔

مہدی کے بارے میں پیش گوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ ایک رات میں اس کی اصلاح کرے گا (۳۷)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو ایک رات میں عربی زبان کے چالیس ہزار مادے سکھلا دئے جس کے نتیجہ میں عجمی ہو کر آپ نے فصیح عربی زبان میں قرآنی نکات و معارف پر مشتمل ۲۵ کتب تصنیف فرمائیں۔

مہدی کی ایک علامت یہ تھی کہ اسے اس طرح خلافت ملے گی کہ ایک سنگی خون بھی نہیں بہایا جائے گا (۳۸)۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے امن و آشتی کے ساتھ جہاد بالقرآن اور جہاد بالقلم کا حق ادا کر کے دکھا دیا۔ امام مہدی کی ایک علامت یہ تھی کہ وہ کتاب اللہ اور سنت کے علم کی کان ہوگا (۳۹)۔ یہ علامت بھی حضرت مرزا صاحب کی اسی (۸۰) سے زائد کتب سے ظاہر و باہر ہے جو دنیا کو حق و صداقت کی طرف دعوت دے رہی ہے۔

مہدی کے دو عظیم الشان گواہ چاند اور سورج مقرر کئے گئے تھے کہ جن کو رمضان کے مہینہ میں خاص تاریخوں میں گرہن لگنا تھا (۴۰)۔ سو یہ نشان بھی ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے (۴۱)۔

ان تمام علامات کے حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پورا ہو جانے کے بعد شیعہ بھائیوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ کہ کہیں وہ اس مسیح و مہدی کا انکار تو نہیں کر رہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کا انکار میرا انکار اور اس کی تصدیق میری تصدیق ہے (۴۲)۔ ہاں وہ امام جس کے بارے میں آپ نے تاکیدی ہدایت فرمائی تھی کہ جب اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرنا خواہ برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل چل کر اس کے پاس جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے (۴۳)۔ پس اس مہدی کو یوں جا کر سلام پہنچانا کہ اے علم کی کان! اور رسالت کے مہبط! تجھ پر سلام (۴۴)۔

پس اٹھو اور سلام کہو اس مہدی دوراں کو اور فدا کر دو اپنے جان و مال اس مسیح زماں پر جس کا سب کچھ اپنے آقا و مولا محمد مصطفیٰؐ اور آل رسول پر قربان ہے جو بڑے فخر سے یہ اعلان کرتا ہے:

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است (۴۵)

میری جان و دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک آل محمدؐ کے کوچہ پر نثار ہے۔

ہاں وہی ۔۔۔! جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رحمان خدا کا سب سے زیادہ محبوب اور اپنے زمانے کا سردار اور شیر خدا مانتا ہے (۴۶)، وہی جو حضرت فاطمہؓ کو مادر مہربان جانتا ہے (۴۷)، وہ جو حضرت امام حسینؓ کو سرداران بہشت میں سے سمجھتا ہے اور حضرت امام کے تقویٰ اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت کو اپنے اور اپنی جماعت کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیتا ہے (۴۸)۔ جس کے نزدیک "آئمہ اثنا عشر نہایت درجہ کے مقدس اور راستباز اور ان لوگوں میں تھے جن پر کشف صحیح کے دروازے کھولے جاتے ہیں" (۴۹)، جس کا موقف ہے کہ شیعہ کی روایات کی بعض سادات کرام کے کشف لطیف پر بنیاد معلوم ہوتی ہے (۵۰)، اور وہ ان روایات کی یہ خوبصورت تاویل کرتا ہے کہ "بالکل قرین قیاس ہے جو بعض اکابر آئمہ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس مسئلہ کو اسی طرز اور اسی اصل سے بیان کیا ہو جیسا کہ ملاکی کی کتاب میں ملاکی نبی نے ایلیاء نبی کے دوبارہ آنے کا حال بیان کیا تھا اور جیسا کہ مسیح کے دوبارہ آنے کا شور مچا ہوا ہے اور دراصل مراد صاحب کشف کی یہ ہوگی کہ کسی زمانہ میں اس امام کے ہمرنگ ایک اور امام آئے گا جو اس کا ہم نام اور ہم قوت اور ہم خاصیت ہوگا گویا وہی آئے گا" (۵۱)۔

پس اس مہدی کی سنو جو یہ منادی کر رہا ہے ۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار
میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں ہوں وہ نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

تفصیلی حوالہ جات

(۱) تحفۃ العوام، مقبول و مستند ۔ ۵۳
نیز اکمال الدین و بحار الانوار، شائع کردہ شیعہ بک ایجنسی انصاف پریس ریلوے روڈ لاہور۔
(۲) بحار الانوار (اردو ترجمہ) جلد ۹ ۔ ۱۸۸ تا ۱۹۳۔ مترجم مولانا سید حسن امداد صاحب۔ امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی۔
(۳) اکمال الدین و اتمام النعمۃ فی اثبات الرجعۃ، ۔ ۳۸۵، المطبع الحیدریہ نجف۔
(۴) بحار الانوار (اردو ترجمہ) سید حسن امداد صاحب جلد ۹، ۔ ۳۳۰۔ محفوظ بک ایجنسی، امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی۔
(۵) بحار الانوار (اردو ترجمہ) سید حسن امداد صاحب جلد ۹، ۔ ۲۴۴۔ محفوظ بک ایجنسی، امام بارگاہ مارٹن روڈ، کراچی۔
(۶) بحار الانوار جلد ۱۳ (فارسی ترجمہ مہدی موعودؑ) ۔ ۷۴۰ باب ۲۳ دار الکتب الاسلامیہ طہران
(۷) بحار الانوار (اردو ترجمہ) سید حسن امداد صاحب جلد ۹، ۔ ۲۸۲۔ محفوظ بک ایجنسی، امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی۔
(۸) بحار الانوار (اردو ترجمہ) سید حسین امداد صاحب جلد ۹ ۔ ۳۳۴۔ محفوظ بک ایجنسی، امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی۔
(۹) بحار الانوار (اردو ترجمہ) سید حسین امداد صاحب جلد ۹ ۔ ۳۳۶، ۳۳۷۔ محفوظ بک ایجنسی، امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی۔
(۱۰) الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ۔ ۲۸۵، ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ ناظم آباد کراچی
باب حضرت کا نام لینے کی نہی نمبر ۷۶۔
(۱۱) اکمال الدین ۔ ۴۱۹، مطبعہ حیدریہ نجف۔
(۱۲) فہرست ابن الندیم اردو ترجمہ ۔ ۴۲۸ ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور۔
(۱۳) الشافی ترجمہ اصول کافی جلد ۲ ۔ ۲۹۶، باب بیان غیبت۔ ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ ناظم آباد کراچی۔
(۱۴) اکمال الدین ۔ ۳۱۰، ۴۴۸، مطبعہ حیدریہ نجف۔
(۱۵) اکمال الدین ۔ ۲۶۴، مطبعہ حیدریہ نجف۔
(۱۶) سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۹۔
(۱۷) سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۹۶۔
(۱۸) سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۴۷۔
(۱۹) سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰۔
(۲۰) بحار الانوار جلد ۱۳ ۔ ۷۔
(۲۱) تفسیر مجمع البیان از علامہ طبرسی زیر آیت "و آخرین منھم" (سورۃ جمعہ: ۴)۔
(۲۲) تفسیر مجمع البیان از علامہ طبرسی زیر آیت "انہ لیس من اھلک" (سورۃ ھود: ۴۷)۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR
FREE DELIVERY
081-877 0469/1040
PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN
ARNEY'S
164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA
SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE
GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے سچے غلاموں کو خوش خبری دی گئی ہے کہ خدا کی ساری زمین تمہارے لئے مسجد بنا دی گئی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۴ء مطابق ۱۶ تبوک ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

آج جو ملکی سطح کے اجتماعات ہو رہے ہیں ان میں ایک مجلس خدام الاحمدیہ یو۔ کے۔ کا سالانہ اجتماع ہے۔ جو انشاء اللہ دوپہر کو شروع ہو کر یعنی آج جمعہ کے روز شروع ہو کر تین دن تک جاری رہے گا۔ دوسرا مجلس خدام الاحمدیہ کوریا کا دوسرا سالانہ اجتماع ۱۹ ستمبر کو شروع ہو کر دو دن جاری رہے گا۔ یہ حکمت سمجھ نہیں آئی کہ کیوں انہوں نے پیر کے دن یعنی سوموار کو شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عام طور پر تو جمعہ کے آخر پر رکھتے ہیں اور ہفتے اتوار کی چھٹیوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے مگر مقامی حالات میں یہ مصلحت کا تقاضا ہو گا بہر حال یہ دو ملکی سطح کے ہمارے اجتماعات ہیں ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں اور اس کے علاوہ چھوٹی سطح پر ہندوستان میں کیرالہ، پھر پشاور پاکستان میں اور اور بہت سے ایسی جگہیں ہیں مثلاً مظفر گڑھ وغیرہ جہاں کے مقامی اجتماعات ہو رہے ہیں ان سب کو میں السلام علیکم کہتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں۔ اللہ کرے کہ آپ ان مبارک اجتماعات کے اعلیٰ مقاصد کو حاصل کر سکیں۔

آج کا جمعہ پاکستان کی احراری مساجد میں اور وہ جو احراری مزاج کے ملاں ہیں جن مساجد پر وہ قابض ہیں ان مساجد میں ایک جشن کا سادن ہے اور آپ کو تعجب ہو گا کہ کوئی ایسی خوش خبری تو آپ نے ان کے لئے دیکھی نہیں کہ جس کے ذریعے ملک گیر ایسا جشن منایا جا رہا ہو۔ لیکن یہ ویسا ہی جشن ہے جیسے بابری مسجد کے انہدام پر ہندو پنڈتوں نے جشن منایا تھا اور بڑی تعداد میں مشرکوں نے ہندوستان میں جشن منایا تھا۔ کل ایک بابری مسجد ہی کا واقعہ راولپنڈی کی احمدیہ مسجد سے دہرایا گیا ہے۔ وہ عید گاہ کے اوپر جو بڑی عبادت کی غرض سے عمارت تعمیر کی گئی تھی تاکہ ساری پنڈی کی جماعت ایک جگہ ہو کر جمعہ اور دیگر بڑی عبادتوں کے فرائض سرانجام دے سکے کل اسے اسی طرح منہدم کیا گیا جس طرح بابری مسجد کو منہدم کیا گیا۔ بیرونی دیوار کی اینٹیں بھی اسی طرح ہٹادی گئیں۔ جو سرونٹ کوارٹرز تھے ان کو بھی منہدم کر دیا گیا۔ غرضیکہ کلیۃً وہاں سے ہر عمارت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی گئی اور یہ وہ واقعہ ہے جس کا جشن منایا جا رہا ہے۔ پس اس لئے جب میں نے کہا کہ اس جشن کے پیچھے ایک وجہ موجود ہے تو وہ بالکل وہی وجہ ہے جو ہندوؤں کے جشن منانے کے پیچھے تھی، مشرکوں کے جشن منانے کے پیچھے، جب انہوں نے ایک مسجد کو منہدم کیا تھا۔ اب ان کے درمیان فرق کیا ہے۔

ایک بظاہر ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں اور ایک وہ ہیں جو کھلم کھلا ایک خدا کا انکار کرتے اور بتوں کی پرستش کرتے ہیں اس لئے ان کا اپنے مسلک کے مطابق کسی ایک خدا کی عبادت کرنے کی جگہ کو منہدم کرنا تعجب انگیز نہیں ہے۔ ان کا مذہب غلط سہی ان کے مذہب کا حصہ ہے۔ یہاں مذہبی اقدار کے بالکل منافی ان کو پاؤں تلے روندتے ہوئے وہ ظلم کیا گیا جو قرآن کریم کے نزدیک سب سے بڑا ظلم ہے اور پھر اس پر جشن منایا جا رہا ہے۔ یہ حکمت مجھے سمجھ آئی کہ کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے آنے والے زمانے کے پنڈتوں کو دنیا کی سب سے ذلیل مخلوق قرار نہیں دیا بلکہ "علمائهم" مسلمان کہلانے والوں کے علماء کے متعلق فرمایا کہ ان کے علماء آسمان کے نیچے "شر من تحت ادیم السماء" جتنی بھی مخلوقات ہیں ان میں سب سے ذلیل ترین اور کمینی ترین مخلوق اس زمانے کے علماء ہونگے، تو حکمت واضح ہے۔ ورنہ بابری مسجد کا بھی کوئی ذکر اشارۃً کسی حدیث میں ملتا۔ مشرکوں نے جب ایسی ظالمانہ کاروائیاں کی ہیں ان کا بھی کوئی اشارہ نظر آتا مگر چونکہ ان کے مذہب کے عقائد میں یہ باتیں داخل ہیں اس لئے اس کو منافقانہ حرکت بہر حال نہیں کہہ سکتے۔ مگر ایک خدا کی عبادت کرنے کے دعویدار ہو کر اس قرآن کا مطالعہ کرنے کے باوجود جس میں یہ لکھا ہے "

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا " (البقرہ : ۱۱۵)

ان بدبختوں سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو مسجدیں اجاڑنے کی فکر کرتے ہیں۔ ان کو اجاڑیں اور جب ان میں کوئی نماز پڑھنے لگے تو اس پر ان کو طیش آئے، نمازیوں کی راہیں روکیں اور پھر مسجدوں کو ویران کر دیں، "سعیٰ فی خرابھا" تو ایسی سعی پہلے بھی کی جا چکی ہے۔ مردان میں بھی ہوئی، راہوالی میں بھی ہوئی، گجرات میں بھی ہوئی۔ بہت سی پہلے کوششیں ہو چکی ہیں۔ جھنگ میں بھی احمدی مساجد جلائی گئیں مگر یہ ایک خاص انداز کی ایک نمایاں کوشش ہے جو ان سب سے ممتاز ہے کیونکہ پاکستان جس کو دولت اسلامیہ کہا جاتا ہے۔ "خداداد مملکت پاکستان" اس کی مملکت کی راجدھانی میں حکومت کے سائے تلے اس کے اشاروں کے تابع اس کی نگرانی میں باقاعدہ وہاں کی بلدیہ نے یہ کام کروایا ہے۔

اور ہندوستان کے واقعہ اور اس میں ایک یہ بڑا فرق ہے۔ وہاں کی مشرک عدالتوں نے آخر وقت تک تمام ہندو دباؤ کے باوجود یہ اپنا انصاف کا فیصلہ برقرار رکھا کہ کسی قوم کو کسی کی عبادت گاہ منہدم کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یہاں مومنانہ عدالت نے ان ظالموں کو جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ "شر من تحت ادیم السماء" ان کے دباؤ کے نیچے آ کر یہ پاکستان کی مومنانہ عدالتوں کا فیصلہ ہے۔ اور اس کے پیچھے سازشیں ہوئی ہیں۔ کس حد تک حکومت دخل دیتی رہی یا دے سکتی ہے۔ یہ باتیں تو ہمیں کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جب حکومت اترتی ہے تو اپوزیشن بن جاتی ہے۔ جب اپوزیشن حکومت میں آتی ہے تو حکومت ہو جاتی ہے۔ دونوں ان ادلتے بدلتے حالات میں حکومت پر یہی الزام لگاتے ہیں کہ عدالتوں کو حکم دے کر، عدالتوں سے رابطہ کر کے، ان سے سازش کر کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ ابھی نواز شریف صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے آج ہی کے اخبار میں کہ حکومت عدالت سے سازباز کر کے کسی عدالت کو اس بات پر مقرر کر چکی ہے کہ نواز شریف صاحب کو ضرور پھنسایا جائے۔ تو جب یہ آپس میں ایک دوسرے پر یہ الزام تراشیاں کر رہے ہیں تو یہ ذمہ دار ہیں ثبوت پیش کرنے کے ہمیں اس جھگڑے میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں ہم ایک فریق نہیں رہے۔ یہاں ایک فریق خدا ہے اور دوسرا فریق بندوں کا ہے تو جہاں ہم فریق نہیں ہیں وہاں ہم بے وجہ کیوں اس معاملے میں ٹانگ اڑائیں۔ یہ تقدیر خدا کی ہے جو چلے گی اور اسی نے فیصلہ کرنا ہے۔ جہاں تک مومن کی ذات کا تعلق ہے، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سچے غلاموں کا تعلق ہے، ان کو ایک خوش خبری دی گئی ہے کہ خدا کی ساری زمین تمہارے لئے مسجد بنا دی گئی ہے اس لئے احمدیوں سے مسجد نہیں چھین سکتے جو مرضی ہے کر لیں۔ ناک رگڑ لیں جو کچھ بھی ان کے اختیار میں ہے ہر وہ حربہ استعمال کر دیکھیں محمد رسول اللہؐ کے سچے غلاموں سے یہ بدبخت مخلوق مسجد کا حق نہیں چھین سکتی۔ ایک مسجد چھینیں گے تو خدا کی دوسری زمین ان کے لئے مسجد بن جائے گی۔ جہاں عبادت کریں گے وہی خدا کے حضور سب سے اعلیٰ مسجد، سب سے زیادہ مقدس مسجد کہلائے گی۔ تو جن محمد کے غلاموں سے یہ وعدہ ہے، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، ان کو بے وجہ ان باتوں پر غم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ خوش خبریاں بھی دیتا ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جہاں ایک نوعیت کی غم کی خبر آئے وہاں اس کے برعکس نوعیت کی بے حد خوشی کی خبر بھی آتی ہے۔ چنانچہ یہ آپ حسن اتفاق کہیں میں تو تقدیر الٰہی سمجھتا ہوں کہ ایک طرف تو موحد کہلانے والوں کا مسجد کا انہدام کا واقعہ ہو رہا تھا اور پاکستان سے مجھے یہ فیکس موصول ہوئی تھی کہ اس وقت یہ واقعہ ہو رہا ہے دوسری طرف ایک افریقن ملک غانا کی یہ رپورٹ میں پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا کہ اللہ کا بڑا احسان ہے ہمارے لئے ایک خوشیوں کا خاص دن ہے کہ ہم نے جس مشرک علاقے میں تبلیغ کی تھی جہاں کوئی ایک بھی موحد نہیں تھا وہاں ہزارہا لوگ جو مسلمان ہو کر جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں وہاں ایک بہت عظیم مسجد کی بنیاد ڈالی گئی ہے اور ہم اس مسجد کی تعمیر سے، کانوں تک راضی جسے کہا جاتا ہے، سرتاپا اللہ کی تقدیر سے راضی ہیں اور یہ ایسی عظیم الشان خوش خبری ہے جو ہم آپ کو دینا چاہتے ہیں اور سارا علاقہ اس کی تعمیر میں خدمت کر رہا ہے۔ وہ جو کل تک مشرک تھے وہ آج خدائے واحد کی عبادت کے لئے ایک بڑی مسجد کے لئے محنت کر رہے ہیں، وقار عمل کر رہے ہیں، ایک عجیب نظارہ دکھائی دے رہا ہے۔ تو کون ہے جو اس کو اتفاق کہے۔ مجھے تو یقین ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر نے ہمارے دلوں کو سہارا دینے کے لئے، ڈھارس بندھانے کے لئے، یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا خدا میں ہوں۔ دنیا کی کوئی حکومت تمہیں میرے فضلوں سے عاری نہیں کر سکتی، میرے فضلوں سے محروم نہیں کر سکتی، یہ عجیب توارد کر کے دکھا دیا کہ ایک طرف وہ بدبختوں کی خبر آ رہی تھی دوسری طرف یہ خبر مل رہی تھی۔

محمد رسول اللہؐ کے سچے غلاموں سے یہ بد بخت مخلوق مسجد کا حق نہیں چھین سکتی۔ ایک مسجد چھینیں گے تو خدا کی دوسری زمین ان کے لئے مسجد بن جائے گی

جہاں تک اس مخلوق کا تعلق ہے میں اسے ایک مخلوق کہتا ہوں کیونکہ ہر چیز بہرحال خلقت سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر وہ بگڑ جائے اور منحوس ہو جائے تو اس کے لئے قرآن کریم فرماتا ہے "من شر ما خلق" (الفلق: ۳)۔ اب ماخلق کی ضمیر تو اللہ ہی کی طرف جا رہی ہے، پیدا کرنے والا تو بہرحال وہ ہے۔ مگر جو شر بنتا ہے وہ لوگ خود بناتے ہیں، خدا نے ایک شریف مخلوق، اعلیٰ درجے کی مخلوق بنائی۔ جب وہ شریر مخلوق بن جائے اور اسفل سافلین کو جا پہنچے تو وہ ہر مخلوق سے زیادہ شریر ہو جاتی ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ جب انسان شرارت پر آئے تو کوئی دنیا کا جانور ایسا مضر نہیں رہتا جیسا کہ انسان شریر بن کر مضر ہو جاتا ہے۔ ان سب کے شریروں کو مدنظر رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "شر من تحت ادیم السماء" اور جہاں تک ان مساجد کا تعلق ہے جن میں یہ جشن منا رہے ہیں ان کے متعلق بھی ہماری غلط فہمی دور فرما دی جب فرمایا "مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ" تم ان مسجدوں کو آباد دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری مسجدیں اجڑ گئیں اور ان کی مسجدیں آباد ہیں۔ خدا کا رسول گواہ ہے کہ یہ مسجدیں ویران ہیں اور ہر وہ زمین جس پہ خدا کے سچے بندے عبادت کرتے ہیں وہی خدا کی آباد مسجدیں ہیں۔ "مساجدھم" ان کو خدا کی مسجدیں نہیں فرمایا ان کو اپنی مسجدیں نہیں فرمایا۔ ان کی مسجدیں بظاہر تمہیں بھری ہوئی نظر آئیں گی جیسے آج پاکستان میں احراری مسجدیں غیر معمولی طور پر بھری گئی ہیں اور لیکن "خراب من الھدیٰ" خدا کا وہاں کوئی ذکر نہیں۔ ہدایت کا وہاں کوئی نشان نہیں ملے گا۔ یہ وہ مخلوق ہے جو جس نے دیکھنی ہو پاکستان جا کر دیکھ سکتا ہے لیکن مجھے اس پر وہ علی گڑھ کے ایک مزاحیہ مشاعرے کا شعر یاد آ گیا۔ وہاں ایک دفعہ کسی نے یہ طرح مصرع بنایا تھا جس کی طرز اس طرح تھی کہ "دستیاب الو ہیں" اور "محو خواب الو ہیں" اس پر بڑا زبردست مشاعرہ علی گڑھ میں ایک دفعہ ہوا تھا اس میں ایک شعر تھا جو ابھی تک مجھے یاد ہے کہ۔

جس نے لینے ہوں لے علی گڑھ سے
ان دنوں دستیاب الو ہیں

بڑے الو ملتے ہیں وہاں جس نے لینے ہیں وہاں سے لے اور مشاعرے کی بات تھی واقعہ یہ ہے کہ پاکستان ہی سے یہ مخلوق دساور کو بھیجی جاتی ہے اور جس نے لینی ہو وہاں سے مطالبہ کر کے وہاں سے منگواتے ہیں۔ یہاں تک کہ بنگلہ دیش میں بھی یہ مخلوق یہاں سے منگوائی جاتی ہے۔ جب انگلستان کا معاملہ ہو تو یہاں بھی پاکستان ہی سے یہ مخلوق پہنچتی ہے۔ تو دیکھیں وہ شعر جو ایک لطیفے کی بات تھی ایک دردناک کہانی کے طور پر اس بدبخت مخلوق کے اوپر صادق آ رہا ہے۔ آج جمعہ کے دن جشن منائے جا رہے ہیں کہ ہم نے بابری مسجد کی تاریخ کو دہرایا ہے۔

لیکن ایک اور فرق بھی ہے وہاں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مشرک عدالت نے توحید کے حق میں فیصلہ دیا تھا۔ یہاں موحد کہلانے والی عدالت نے شرک کے حق میں فیصلہ دیا۔ وہاں حکومت روکتی رہی لیکن اس کے باوجود زبردستی جب حکومت بے اختیار ہو گئی تو مسجد توڑ دی گئی اور ایک ایک اینٹ اتاری گئی یہاں حکومت کے حکم پر، اس کی شمولیت سے، ان لوگوں کو رقمیں ادا کی گئیں جنہوں نے مسجد توڑی۔ یعنی پیسے بھی لئے حکومت سے اور حکومت کے ارشاد پر، پروانہ لکھا گیا تھا اور حکومت کی حفاظت میں کام ہو رہا تھا تو پھر اگر خدا کا رسول ان لوگوں کو آسمان کے نیچے سب سے بدبخت مخلوق قرار دے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ فرق بڑا واضح ہے کہاں بابری مسجد کا واقعہ جہاں مشرک عدالت، چوٹی کی مشرک عدالت، تمام جج مشرک ہیں، بت پرست ہیں، مندروں کو مساجد سے بہت بہتر خدا کی یاد کا ذریعہ سمجھتے ہیں ان سب نے مل کر یہ متفقہ فیصلہ دیا کہ کسی ہندو کو کوئی حق نہیں ہے کہ کسی مسجد کی کوئی ایک بھی اینٹ اتارے اور یہاں یہ موحد حکومتوں کی عدالتیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ خاص حکمت عملی استعمال ہوئی تھی۔ وہ کیا تھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کل دو بجے یہ فیصلہ سنایا گیا جس کے بعد تین چھٹیاں آ رہی تھیں اور یہ فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ احمدیوں کو Stay کی درخواست دینے کا وقت ہی نہ ملے لیکن مجیب الرحمان صاحب جو امیر ہیں وہ بڑے خدا کے فضل سے تجربہ کار اور مانے ہوئے چوٹی کے وکیل ہیں اور ان اداؤں کو سمجھتے ہیں انہوں نے پہلے سے ہی سب اپیل تیار کر رکھی تھی، تمام کاغذات مکمل تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کیا فیصلہ ہونا ہے۔ بعض دفعہ خط ملنے سے پہلے ہی انسان کو پتہ ہوتا ہے کہ کیا جواب آنا ہے۔ جیسے غالب نے یہ کہا ہے۔

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں کیا وہ لکھیں گے جواب میں

تو ہمارے مجیب صاحب بھی جانتے تھے کہ جس قسم کے لوگوں سے واسطہ ہے پتہ ہے کہ وہ جواب میں کیا لکھیں گے تو انہوں نے بھی جواب تیار کر رکھا تھا مگر آخری شاطرانہ چال انہی کی چلی گئی کیونکہ وہ شاید مجیب صاحب کو جانتے تھے۔ انہوں نے موقع ہی نہیں دیا۔ یعنی اس آواز، اس فریاد کو اوپر اٹھنے کا وقت ہی نہیں دیا گیا۔ سانسی کی بلی کی طرح۔ سانسی وہ لوگ ہیں جو خانہ بدوش ہیں اور خانہ بدوشوں میں سے ایک قسم ہے سانسیوں کی، وہ مشرک لوگ ہیں مسلمان نہیں مگر مسلمانوں میں سے اوڈھ ہیں مثلاً وہ بھی خانہ بدوش ہیں تو سانسی خانہ بدوشوں میں یہ بات رسماً چلی آ رہی ہے بڑی دیر سے کہ سردیوں میں اگر ایک سانسی ایک بلی کھالے تو اس کی ساری سردیاں اچھی گزریں گی۔ اتنا گرم گوشت ہوتا ہے تو ایک سانسی کے ہاتھ بلی آ گئی اور اس نے اس کو کھانا شروع کیا تو کوئی پاس سے گزرا اور ہمارے ہاں مشہور ہے کہ بلی کی آہ بہت اوپر جاتی ہے بلی کو دکھ نہیں دینا چاہئے۔ تو اس نے جو دیکھا سانسی کو کھاتے ہوئے اس نے کہا تم نے کیا ظلم کیا ہے اس کی کوک تو عرشوں تک جاتی ہے۔ سانسی نے کہا مجھے پتہ تھا میں نے کوک نکلنے ہی نہیں دی۔ نکلتی تو عرشوں تک جاتی نا۔ میں نے ایسی گردن دبائی ہے کہ اس کی اوپر کی سانس اوپر، نیچے کی نیچے اور ایک ذرہ بھی کوک نہیں نکلی۔

تو یہ جو سانسی مسلط ہیں آج کل پاکستان میں یہ اس فن کے بڑے ماہر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کوک نہ نکلنے دو۔ مگر کوکیں تو نکلتی ہیں ظلم کی کوکیں تو کوئی دنیا میں دبا نہیں سکتا عین اس وقت جبکہ یہ واقعہ ہو رہا تھا جرمن ایمبیسی کا نمائندہ اس کی تصویریں کھینچ رہا تھا اور اپنے ملک میں Faxes یا ٹیلی رابطوں کے ذریعے پیغام بھیج رہا تھا کہ اس وقت پاکستان میں بابری مسجد کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔

آج جب جماعت احمدیہ راولپنڈی نے اسی جگہ جمعہ پڑھا ہے خدا کے فضل کے ساتھ، بڑے جوش و خروش کے ساتھ، قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی کہ کوئی مولوی کس ضرر کی نیت سے آئے کبھی اتنا آباد جمعہ وہاں نہیں پڑھا گیا جتنا آج پڑھا گیا ہے لیکن کھنڈروں پر پڑھا گیا۔ اس کی

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

بیرونی ایجنسیوں نے آکر تصویریں کھینچیں، ویڈیو بنائی گئی تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوک نہیں نکلنے دیں گے ظلم کی کوک تو نکلنی ہی نکلنی ہے کوئی دنیا کی طاقت روک نہیں سکتی۔ وہ فلم میں نے منگوائی ہے وہ ہم انشاء اللہ .M.T.A پر بھی دکھائیں گے تاکہ بابری مسجد کے خلاف احتجاج کرنے والوں کا اندرونی گندہ کردار تو دنیا دیکھے۔ اگر کسی مسجد کے اوپر ہونے والے ظلم کے خلاف احتجاج کا حق ہے تو صرف جماعت احمدیہ کو ہے کیونکہ مسجدوں کی خاطر قربانی کرنے والی مذہبی جماعت دنیا میں ایک ہی ہے وہ جماعت احمدیہ ہے۔ باقی تو قصے ہیں صرف کہانیاں ہیں۔

اگر کسی مسجد کے اوپر ہونے والے ظلم کے خلاف احتجاج کا حق ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ کو ہے کیونکہ مسجدوں کی خاطر قربانی دینے والی مذہبی جماعت دنیا میں صرف ایک ہی ہے۔ وہ جماعت احمدیہ ہے

پس یہ جو واقعہ گزرا ہے اس پر میں توجہ دلاتا ہوں جماعت راولپنڈی کو بھی، ساری دنیا کی جماعتوں کو بھی کہ اس کا رد عمل یہ نہیں ہے کہ بیٹھ کر آنسو بہائیں۔ ایک زندہ جوان قوم ہیں۔ اس یقین کے ساتھ کہ کوئی ہم سے عبادت کا حق چھین ہی نہیں سکتا۔ زمین کا چپہ چپہ ہمارے لئے مسجد بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح بہادری سے اور سر اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں مڑ کر ان بدبختوں کو دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ نظر میلی کرنے والی بات ہے اور خدا ایک کی جگہ سینکڑوں مسجدیں پہلے آپ کو دے چکا ہے اور دیتا چلا جائے گا اور یہ ظلم بھی خالی نہیں جائے گا۔ اللہ نے جیسا کہ مجھے تصرف الٰہی کے تابع خوش خبری ساتھ ہی پہنچا دی کہ یہاں موحد کہلانے والے مشرک جو حرکت کر رہے ہیں تمہیں خدا توفیق دے رہا ہے کہ وہ جو مشرک تھے ان کو تم نے موحد بنا دیا اور وہ خدا کا ایک عظیم گھر تعمیر کر رہے ہیں۔ یہ واقعہ ہے جو آئندہ ہر جگہ ہوگا اور ہوتا چلا جائے گا۔ تو جس خدا کے اتنے انعام ہوں اور مقابل کی چوٹیں ہوں اور ہر چوٹ ان کے مخالف کی چوٹ سے ہزاروں گنا زیادہ عظمت رکھتی ہو۔ اس قوم کو، ایسے خدا کی عبادت کرنے والوں کو کیا غم کا مقام ہے۔ ”ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا“ وہ لوگ جنہوں نے یہ اعلان کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور ہم کسی دنیا کی طاقت کو رب تسلیم نہیں کریں گے۔ ”ثم استقاموا“ پھر اس دعوے پر ثابت قدم ہو گئے۔ اس میں کسی ابتلاء کا ذکر نہیں مگر لفظ استقامت میں ہر ان کہی کہانی بیان کر دی گئی ہے۔ استقامت تو کہتے ہی اس کھڑے ہونے کو ہیں جب کہ قدم لڑکھڑانے کی ہر کوشش کی جارہی ہو۔ جب آندھی میں درخت قائم رہے تو اس کو کہتے ہیں استقام۔ جب کسی کو دھکے دے کر گرانے کی کوشش کی جائے اور وہ نہ گرے تو اس کے لئے آئے گا استقام۔ وہ قائم رہا باوجود مخالفانہ کوششوں کے۔ تو فرمایا ربنا اللہ کا دعویٰ کرنا آسان نہیں ہے کر تو دیتے ہیں لوگ مگر اصل سچائی اس وقت صاف ظاہر ہوتی ہے جب ربنا اللہ کا دعویٰ کرنے والا استقامت دکھائے کیونکہ اس دعوے کے بعد دنیا نے دشمنی ضرور کرنی ہے۔ زلازل آئیں گے، ہر مخالفانہ کوشش ہوگی کہ تمہیں راہ حق سے ہٹا دیا جائے، تمہارے قدم اکھیڑ دئے جائیں۔ اللہ فرماتا ہے جس نے ثابت قدمی دکھائی اس کے ساتھ کیا ہوگا ” تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا“ کثرت سے فرشتے ان پر نازل کئے جائیں گے اور کئے جاتے ہیں۔ ”لا تخافوا ولا تحزنوا“ تم بے خوف ہو جاؤ۔ تم وہ قوم نہیں ہو جو خوف کے لئے بنائی گئی ہو۔ ایک ذرہ بھی تمہارے دل اس وجہ سے نہ دھڑکیں کہ دشمن طاقتور ہے اور یہ ایسے ایسے منصوبے بنا کر تم پر چڑھ دوڑا ہے۔ ”لا تخافوا“ خدا کے سچے عبادت گذاروں، مومنوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ خوف رکھیں۔

پس بے خوف آگے بڑھتے رہو۔ کچھ نقصان ہوگا ضرور۔ فرمایا ”ولا تحزنوا“ کچھ ہو بھی گیا ہے ورنہ ”لا تحزنوا“ کا موقع کوئی نہیں تھا۔ فرمایا معمولی سا نقصان تمہیں پہنچا ہے مگر کس خدا کے بندے ہو جانتے نہیں ہو۔ پس غم نہ کرنا کیونکہ اس سے بہت زیادہ تمہیں دیا جائے گا۔ فرمایا ” وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون “ اور تم اس جنت کی خوش خبری سے راضی ہو جاؤ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ جنت تو پتہ نہیں کب آنکھیں بند کرنے کے بعد فوراً ملتی ہے یا اربوں سال بعد ملتی ہے۔ حزن تو ابھی یہیں کا تھا۔ خوف بھی اسی دنیا کا تھا تو یہ دور کا وعدہ کیوں فرما دیا گیا۔ لیکن جنت کی اصل خوش خبری اس لئے کہ وہ دائمی خوشی ہے اور دنیا کی زندگی عارضی ہے۔ پس مراد یہ ہے کہ اگر دنیا میں وہ غم جو تمہیں لگ گیا اس کا ازالہ نہ بھی کیا جائے تب بھی تمہارا سودا کوئی نقصان کا سودا نہیں جس کو اس عارضی صدمے کے بدلے ہمیشہ کی جنت کی خوش خبری دی جائے وہ بڑا پاگل ہوگا اگر اس غم میں ہی چمٹا رہے اور کہے کہ میرا یہ نقصان ہو گیا۔ اس لئے پہلے اس بات کا ازالہ لازم تھا، اس غلط تصور کا ازالہ لازم تھا کہ اگر ہم تمہیں فوری طور پر اس کا بدلہ نہ بھی دیں تب بھی تمہیں غم کا کوئی حق نہیں ہے۔ غم کا کوئی موقع تمہارے لئے نہ ہے۔ یہ کہنے کے بعد فرمایا پھر کہتے ہیں ” نحن اولیاء کم فی الحیوۃ الدنیا“ یہ نہ سمجھنا کہ ہم جنت ہی میں آئیں گے۔ اب ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ ہم وہ فرشتے ہیں کہ جو تمہیں چھوڑ کر جانے والے نہیں ہیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا مشاہدہ ہم گذشتہ مسلسل کئی سالوں سے کرتے چلے جارہے ہیں۔ ہر غم کے بدلے جب خدا کی کوئی رحمت نازل ہوئی ہے تو وہ عارضی رحمت نہیں تھی وہ آکر چمٹ رہنے والی رحمت تھی۔ ایسی رحمت تھی جس نے پھر ساتھ نہیں چھوڑا اور رحمت کا قدم آگے بڑھتا رہا ہے پیچھے نہیں ہٹا۔ تو اتنے عظیم الشان سچے وعدوں والا رسول ہے جس سے خدا نے وعدے فرمائے اور اس نے اپنی امت کو یہ خوش خبریاں دیں۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے نہ خوف کا مقام ہے نہ غم کی جگہ ہے کیونکہ ہر قربانی کے بعد آپ کو عظیم تر برکتیں ضرور نصیب ہونگی۔ ایک جگہ کے نقصان کے بدلے وسیع تر علاقے آپ کو عطا کئے جائیں گے۔ ایک مسجد کے نقصان کے بدلے جیسا کہ میں نے بتایا اول تو ساری سرزمین مسجد بنا دی گئی مگر ظاہری مسجدیں بھی اس سے بہت بڑھ کر وسیع تر زیادہ شان والی ایسے علاقوں میں ملیں گی جہاں لوگ حیا رکھتے ہوں۔ جہاں لوگ خدا کا خوف رکھتے ہوں، جہاں مساجد کی بے حرمتی کو گناہ سمجھا جاتا ہے۔ امن کے ساتھ فرشتوں کی حفاظت میں آپ کو ایسی مسجدیں عطا ہونگی اور زور لگانا ہے تو لگا دیکھیں مولوی بھی، ان کی حکومتیں، ان کی عدالتیں، خدا کی اس تقدیر کو یہ بدبخت کبھی بدل نہیں سکتے۔ ناممکن ہے کہ اللہ کی اس تقدیر کو یہ بدل دیں۔ پہلے کب بدل سکے ہیں جو اب بدل کے دکھا دیں گے۔ اس لئے میں ان لوگوں کو جو آج اشکبار ہیں حزیں دلوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، بھاری دل لئے بیٹھے ہیں ان کو بتاتا ہوں کہ ان آنسوؤں کو پونچھ ڈالو، تمہارے لئے رونے کا مقام نہیں ان بدبختوں کے لئے رونے کا مقام ہے۔ ”فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا“ قرآن کریم ایسے موقعوں پر فرماتا ہے کہ یہ ہنس رہے ہیں۔ ان بدبختوں کو پتہ کیا ہے کہ ان کے لئے کیا مقدر ہے اگر ان کو سمجھ آئے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور کس وجہ سے ہنس رہے ہیں تو ہنسیں کم اور روئیں بہت۔ ایسا روئیں کہ وہ رونا پھر ختم نہ ہو۔ تو ان کے لئے تو خدا کی تقدیر وہی ظاہر ہوگی جو دائمی رونے پر ان کو مجبور کر دے گی۔ لیکن اس ضمن میں میں پاکستان کے احمدیوں کو بھی اور سب دنیا کے احمدیوں کو بھی پھر یاد دہانی کراتا ہوں کہ جہاں تک پاکستان کے احمدیوں کا تعلق ہے اپنے وطن کی محبت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ جس سرزمین میں ان کو دکھ پہنچ رہے ہیں وہ ان کا مولد بھی ہے ان کا موطن بھی ہے جو خدا کے پاک بندے ہیں اور ان میں بھی سب مولوی ایک جیسے نہیں ہیں بدبخت ملاں ایک اپنی الگ شان رکھتا ہے وہ چہرے کی نحوست سے پہچانا جاتا ہے ان کی تصویریں آپ روزنامہ جنگ میں چھپتے ہوئے دیکھیں گے اور صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ کون سی مخلوق ہے مگر اکثر شریف علماء تو بے چارے اخباروں میں آتے ہی نہیں ہیں اور خفیہ خفیہ ہمارے خطبے سنتے ہیں۔ احمدیوں سے الگ محبت سے ملتے بھی ہیں اور بہت سے ایسے مولوی ہیں جنہوں نے اپنا خاموش سایہ وہاں کے نسبتاً کم تعداد احمدیوں پر رکھا ہوا ہے۔ اس طرح کہ وہ لوگوں کو شرارت سے باز رکھتے ہیں وہ نیک دل مولوی کو بتاتے ہیں یہ سب فساد کی باتیں ہیں تم نے یہ نہیں کرنا۔ اور اس طرح خاموشی کے ساتھ ان کو ایک نیکی کی توفیق مل رہی ہے اس لئے یہ خیال کر لینا کہ سارے پاکستان کا ہر مولوی بدبخت ہو چکا ہے یہ درست نہیں ہے۔ امت محمدیہ کے سب مولوی ایک وقت میں بدبخت ہو ہی نہیں سکتے۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے۔ بہت سے شریف ہیں لیکن بے آواز شریف ہیں اور ان لوگوں کو ہماری بددعا نہیں پہنچنی چاہئے ان کے لئے دعا ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان بدبخت مولویوں کے شر سے بچائے۔ ان کو قوت گویائی عطا کرے۔ ان کو طاقت عطا کرے کہ وہ حق بات کے لئے جرات کے ساتھ کھڑے ہو سکیں اور اس کی وکالت کر سکیں اور جو شرافت دکھا رہے ہیں کمزوری کے باوجود اللہ ان کو جزاء عطا فرمائے۔

جہاں تک ملک کا تعلق ہے خطرہ صرف یہ ہے کہ جب بدبخت اس کثرت کے ساتھ کھلے

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED CRIMPLENE, 90" PRINTED COTTON, QUILT COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS, BED SETTEE COVERS

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET,
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469
81/ 83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888 - FAX NO. 0274 720 214

عام مظالم کریں تو بعض دفعہ خدا کی تقدیر سارے ملک پر نازل ہوا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو قرآن کریم میں کھول کر بیان فرمایا ہے کہ پھر یہ ضروری نہیں ہوتا کہ محض ظالم ہی پکڑا جائے۔ ایک عذاب عام آجاتا ہے جس میں پھر جو معصوم ہے وہ بھی مارا جاتا ہے۔ اب جب عالمگیر جنگیں ہوتی ہیں تو جنگ یہ تو نہیں دیکھتی کہ یہ معصوم شہری تھا یا ظالم شہری تھا اس کے بداثرات میں یہ سارے لوگ برابر ہی حصہ پاتے ہیں ہاں استثنائی طور پر جب خدا کی تقدیر کسی کی حفاظت فرمائے تو ان کے ساتھ غیر معمولی سلوک بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگوں کی خبر دی تو ساتھ ہی یہ خوش خبری بھی عطا فرمائی کہ۔

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

تو خدائے ذوالعجائب سے پیار نہ رکھنے والے بھی تو کچھ معصوم ہوتے ہیں اور عامۃ الناس بے چارے جاہل ہیں اور جہالت اپنی ذات میں ایک ظلم ہے جس میں وہ ملوث ہیں لیکن ان میں بھی کچھ جاہل ہیں، کچھ کی فطرت ایسی صاف ہے کہ وہ اپنی جہالت کے باوجود فطرت صحیحہ کے خلاف حرکت نہیں کر سکتے۔ ان کی اگر تعداد کافی نہ ہوتی تو پاکستان میں جماعت احمدیہ کے حالات بہت بدتر ہوتے اس لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کے عوام الناس میں جہالت کے باوجود ابھی فطرت صحیحہ کا غلبہ ہے اور عامۃ الناس کی جو رائے ہے وہ حق کو پہچانتی ہے کم سے کم اس حد تک کہ ظلم میں قدم نہیں رکھنے دیتی ان کو۔ مولوی کی بات میں اپنی جہالت کی وجہ سے یقین بھی کر لیں تو فطرت ان کو اجازت نہیں دیتی کہ وہ معصوم لوگوں پر ظلم کریں۔ پس عقیدے کے اختلاف کی وجہ سے ان کی فطرت ان کو کسی پر ظلم کی اجازت نہیں دیتی ان لوگوں کی بڑی کثرت پاکستان میں موجود ہے اور وہی ہیں جو ہمیشہ ابتلاؤں کے وقت اللہ تعالیٰ سے یہ سعادت پاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کو مختلف جگہوں پر مختلف رنگوں میں اپنے سہارے دیتے ہیں اور ان کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بھی یہ رواج تھا۔ مشرکین میں کچھ بہت بدبخت تھے اور کچھ اپنے نفس میں شرافت کا مادہ رکھتے تھے اور انہی میں سے بعض ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق بھی جب کہ طائف سے واپس مکہ تشریف لا رہے تھے یہ اعلان کیا کہ یہ میری پناہ میں داخل ہو رہا ہے وہ پناہ تو خدا کی تھی جس میں وہ داخل ہوئے تھے۔ لیکن اس شخص میں یہ شرافت ضرور تھی کہ اس نے یہ اعلان کر دیا کہ کوئی کوشش بھی نہ کرے ان کو نقصان پہنچانے کی۔ ایسے بہت سے مسلمان صحابہ تھے جن کو اپنی دوستی، ذاتی تعلقات، عمومی شرافت کی وجہ سے اہل مکہ کے رؤساء اپنی پناہ میں لے لیا کرتے تھے اور اس وجہ سے وہ روز مرہ کی تنگی جو بہت بڑھ سکتی تھی اس میں کمی رہی یا حد اعتدال سے آگے نہ گئی۔

جماعت احمدیہ کے لئے نہ خوف کا مقام ہے نہ غم کی جگہ ہے کیونکہ ہر قربانی کے بعد آپ کو عظیم تر برکتیں نصیب ہونگی۔ ایک جگہ کے نقصان کے بدلے وسیع تر علاقے آپ کو عطا کئے جائیں گے

پس جماعت احمدیہ پاکستان کے ساتھ بھی یہ سلوک ہے اپنی بے اختیار بددعاؤں میں یہ ظلم نہ کریں کہ ان شرفاء کو بھی نشانہ بنا دیں۔ ان کے لئے دعا کرنی چاہئے اور دعا یہ کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس سرزمین میں ایسے شرفاء کو کثرت عطا فرمائے اور ان بدبختوں سے ایک ایسا نتھار کر الگ سلوک کرے کہ باقی دنیا کے لئے عبرت بن جائیں۔ یہ بددعا جو ہے یہ اس لئے جائز ہے کہ اس سے قوم کا فائدہ ہے، اس میں ملک کے بچنے کا امکان ہے اگر آپ کی یہ بددعا قبول نہ ہو اور خدا ان بدبختوں کو نتھار کر، الگ کر کے ان سے نمایاں طور پر مومنوں پر ہونے والے ظلم کا انتقام نہ لے تو پھر یہ خطرہ ہے کہ سارا ملک ہی ان کی نحوست کے نیچے پیسا جائے گا اور ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ تو مجھے تو یہ خطرات دکھائی دے رہے ہیں یہ لڑنے والی حکومت ہو یا اپوزیشن ہو ان کا اونچ نیچ تو ہوتا رہے گا۔ لیکن خدا کی ایک وہ تقدیر ہے جو اپنے ظالمانہ رویے سے غیر منصفانہ رویے سے یہ آسمان پر خود بنا رہے ہیں۔ تقدیر تو اللہ کی ہے مگر اپنے جرائم سے بعض دفعہ بعض قومیں خاص قسم کی تقدیر لکھوا رہے ہوتے ہیں اور فیصلہ تو جج ہی دیتا ہے مگر ایک معصوم کے حق میں اچھا فیصلہ دے رہا ہوتا ہے اور ایک بدبخت کے حق میں برا فیصلہ دے رہا ہوتا ہے۔ ان معنوں میں مجرم پیشہ اپنا فیصلہ جج سے لکھوا لیتا ہے۔ تو دعا کریں کہ وہ فیصلہ نہ لکھا جائے جیسا کہ بغداد کے حق میں ایک دفعہ لکھا گیا تھا۔ جب بغداد پر حملہ کیا گیا ہے تیمور لنگ کی طرف سے یا اور کسی جو روس کے جنوب میں واقع ہیں مسلمان ریاستیں ان میں ایک ازبکستان بھی ہے تاجکستان بھی ہے اور اس کے ساتھ منگولیا بھی ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے خاص طور پر ازبکستان کا علاقہ جہاں سے وہ Golden Hurds آئے ہیں ان کو سنہری حملہ آور قومیں قرار دیا جاتا تھا اور بار بار، پے بہ پے انہوں نے یلغار کی ہے جو یورپ تک بھی پہنچی ہے اور اتنے زبردست حملے ہوتے تھے کہ ساری دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنتیں اس کے تصور سے بھی کانپتی تھیں کہ یہ لوگ حملہ آور ہو کر ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور کوئی طاقت ان کو روک نہیں سکتی تھی۔ ایسے ہی ایک حملے کے دوران کسی بغداد کے بادشاہ نے ایک بزرگ ملہم کو دعا کے لئے کہلا کے بھجوایا اور کہا کہ خدا کے لئے ہمارے پاس اب کوئی دفاع نہیں رہا۔ معلوم ہوا ہے کہ بڑی تیزی کے ساتھ وہ حملہ آور بغداد کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کوئی ہمارے پاس طاقت نہیں ہے کہ ہم ان کو روک سکیں۔ تو آپ دعا کریں۔ دعا کے ہتھیاروں کے سوا اور کوئی ہتھیار نہیں۔ دوسرے دن صبح جب بادشاہ نے اس بزرگ کی خدمت میں جواب کے لئے آدمی بھجوایا تو اس نے کہا کہ ساری رات میں دعا کرتا رہا اور ساری رات مجھے یہ الہام ہوتا رہا ہے کہ " یا ایہا الکفار اقتلوا الفجار۔ یا ایہا الکفار اقتلوا الفجار " کہ اے کافرو! میں خدا تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان فاجروں کو قتل کرو۔ اور یہ الہام حیرت انگیز دردناک شان کے ساتھ پورا ہوا ہے کیونکہ اس بغداد کے حملے کا نمایاں نشان قتل عام ہے جو تاریخ میں شاذ کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔ ایک جوہا جو مسخرہ تھا وہ بچ گیا تھا اس حملے میں اور شاید کوئی اتفاق سے قسمت سے بچا ہو ورنہ بادشاہ کا حکم تھا جس پر پوری دیانتداری سے اس کی فوج نے عمل کیا کہ اس شہر کے ہر باشندے کو تہ تیغ کر دو۔ نہ مرد بچے، نہ عورت بچے، نہ بوڑھا، نہ بچہ، نہ نوجوان، تمام کے تمام قتل کئے جائیں اور مؤرخ یہ لکھتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ تمام شہر میں ہر مرد و زن، ہر بوڑھے بچے کو یکساں قتل کیا گیا اور پورا شہر ویران ہو گیا۔ کہتے ہیں ہفتوں بعد تک دجلہ کا رنگ ان کے خون سے سرخ رہا۔ پس جو الہام الٰہی تھا وہ دیکھیں کس شان کے ساتھ پورا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ دردناک شان تھی لیکن تھی شان ہی کیونکہ خدا کے کلام کی شان تھی جس نے اس حملے کو ایک حیرت انگیز قتل عام کے حملے میں تبدیل کر دیا اور حکم کس کو مل رہا ہے کفار کو۔ عام طور پر تو انسان یہ سمجھتا ہے کہ آخر گناہ گار ہوں، کافر نہیں ہوں میں، خدا کچھ حد چاہئے سزا میں عقوبت کے واسطے مگر جب یہ خدا کے ماننے والے مشرکوں سے بھی زیادہ بدبخت ہو چکے ہوں اور وہ بے حیائی جس کی مشرک جرات نہ کریں اس کے یہ موحد اس پر جرات کرنے لگیں تو پھر یہی تقدیر ہے جو ایسی قوم کے اوپر صادق آ سکتی ہے کہ " یا ایہا الکفار اقتلوا الفجار " کہ اے کفار اب وقت آ گیا ہے کہ ان فجار کو قتل کرو۔

لیکن مشکل یہی ہے کہ اگر یہ فجار قتل ہوں تو ہمارے ہم وطن ہی تو قتل ہوں گے۔ اگر یہ سرزمین مشرکوں کے پاؤں تلے روندی جائے تو ہمارا اپنا وطن ہے جو ان مشرکوں کے پاؤں تلے روندا جائے گا۔ پس یہ وقت دعاؤں کا وقت ہے ان معنوں میں بددعاؤں کا وقت نہیں کہ قوم کے لئے بددعا کریں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اگر وقت ہے تو قوم کے لئے دعا کا وقت ہے اور قوم کے لئے دعا کی قبولیت کے لئے لازم ہے کہ ان بدبختوں کے لئے بددعا کی جائے۔ یہ بدبخت اپنی سزا کا حصہ پائیں تب ان کی نحوست کا سایہ قوم کے سر سے اترے گا اس کے بغیر یہ سایہ اس قوم کو کہیں کا نہیں رہنے دے گا۔ پس مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ نوبت قریب تر آتی جا رہی ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی تقدیر کس طرح ظاہر ہو مگر چونکہ میرا فرض ہے کہ قوم کے اہل دانش کو، سب کو متنبہ کر دوں اور چونکہ میں جانتا ہوں کہ شریف علماء تو حق کی خاطر میرا خطبہ سنتے اور دیکھتے ہیں لیکن شریر علماء رخنے تلاش کرنے کے لئے، خرابیاں تلاش کرنے کے لئے یا تجسس کے طور پر بھی خطبہ سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں۔ چنانچہ ان کے براہ راست کئی دفعہ خط آ جاتے

DISTRIBUTORS OF PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT YOGURT
MANGOES & SEASONAL FRUIT
AND VEGETABLES

ZAHID KHAN
(081) 715 0207
IMMEDIATE DELIVERY
ANYWHERE IN LONDON

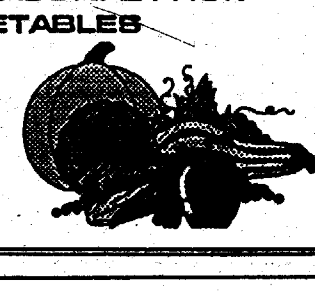

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

ہیں کہ آپ نے خطبے میں یہ بات کی تھی، فلاں تقریر میں یہ کہا تھا اور ہم نے یہ سنا اور دیکھا تو صاف پتہ چل رہا ہے یہ جو دور ہے ہمارا MTA کا اللہ تعالیٰ نے جماعت کے عالمی غلبے کے لئے عطا فرمایا ہے وہ دشمن جس تک ہماری آواز نہیں پہنچا کرتی تھی، جنہوں نے ہماری آواز کی ساری راہیں بند کر دی تھیں یہاں تک کہ اپنوں تک بھی نہ پہنچیں اب ان کے گھروں میں یہ آواز پہنچ رہی ہے۔ ایسے مولوی ہیں جن کے بچوں نے اپنے باپوں کے خلاف بغاوت کر دی ہے کہا ہے کہ ہم سنیں گے اور دیکھیں گے تو MTA دیکھیں گے اور کوئی ہم نے ٹیلی ویژن نہیں دیکھنا اور ان بڈھے مولویوں نے اپنی جوان بیویوں کے ڈر کے مارے اف بھی نہیں کی وہاں۔ وہاں سارا مذہب جاتا رہا، مسجد میں تقریریں کہ کوئی ان کے قریب نہ آئے اور ان بچوں نے خود احمدی دوستوں کو بتایا کہ ہم نے تو اپنے گھر میں یہ کر دیا ہے اور ابا کی مجال نہیں ہے کہ روکیں۔ وہ ہوں یا نہ ہوں ہم MTA ہی دیکھتے ہیں تو جب خدا کی تقدیر نے یہ جوابی کاروائی فرما دی ہے تو ان کے کانوں تک تو اب بات پہنچنی ہی پہنچنی ہے۔ ان کی آنکھوں نے تو یہ ان کے دلوں کو آگ لگانے والے مناظر دیکھنے ہی دیکھنے ہیں۔ اس لئے آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ آپ پر ظلم کر رہے ہیں، یہ اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ جتنا ظلم جماعت احمدیہ پر کرتے ہیں اللہ کے اتنے فضل نازل ہوتے ہیں کہ جو آپ پر فضل کی اور رحمتوں کی بارشیں بنتے ہیں وہ ان کے لئے یوں لگتا ہے جیسے آگ برس رہی ہو۔ سرتاپا جھلس جاتے ہیں اور اب تو ان کے گھر میں اندر بھننے کے انتظام ہو گئے ہیں۔ پتہ نہیں کس نظر سے بیچارے دیکھتے ہوں گے کیا کیا وہ مسوس مسوس کے رہ جاتے ہوں گے کہ دیکھو یہ ہمارے سامنے ہمارے خلاف دلائل دے رہا ہے، ہماری کچھ پیش نہیں جا رہی۔ زیادہ سے زیادہ ایک چیتھڑا ہے جنگ، اس نے ایک مضمون لکھ دیا تو اس میں کونسی غمگین ہونے کی بات ہے وہ سب وہی بکواس ہے جس کے بارہا جواب دئے جا چکے ہیں اور بھی دیتے رہیں گے۔ اس کے نتیجے میں نقصان نہیں پہنچ سکتا جماعت کو۔

جتنی بدبختی اور بے حیائی کے ساتھ یہ تم پر حملہ کرتے ہیں آج اسی کے مقابل پر بہت بہادری کے ساتھ مگر خدا کے حضور عاجزی کے ساتھ، کامل انکسار کے ساتھ، پورا توکل رکھتے ہوئے تبلیغ کا جوابی حملہ کریں

آج ہی کی ڈاک میں ایک خط میں نے دیکھا جس میں ایک بچی نے لکھا ہے کہ پاکستان میں میری ایک سہیلی تھی میں اس کو بہت تبلیغ کرنے کی کوشش کرتی تھی وہ سنتی ہی نہیں تھی لیکن جو پچھلے دنوں میں باسی کڑھی کو ابال آیا ہے اور جماعت کے خلاف پروپیگنڈا شروع ہوا۔ کہتی ہیں وہ پروپیگنڈا پڑھ کر اس کو خیال آیا کہ چلو میں تحقیق کر لوں اور تحقیق کی تو آج میں یہ خوش خبری دے رہی ہوں کہ وہ بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکی ہے۔ تو ان کے مقدر میں شکست ہی شکست ہے۔ ہارنا ان کا ایسا اٹل مقدر ہے جس سے یہ کسی قیمت بچ سکتے ہی نہیں ہیں۔ پس جوابی کاروائی اس کی یہی ہے کہ ان اکثریتوں کو اقلیتوں میں تبدیل کر دیا جائے اور یہی ہو گا۔ کوئی نہیں جو اس بات کو بدل سکے۔ پس اہل ہمت بنیں، بیٹھ کر رونے سے یا ٹسوے بہانے سے یا اپیلیں کرنے سے بھی کچھ نہیں بنتا آپ کا۔ بڑی سے بڑی عدالتیں وہ ہیں جن تک آپ پہنچ چکے۔ انہوں نے کیا کیا ہے آپ کے ساتھ۔ کوئی خیر کی توقع کے آثار ہوں تو کوئی توقع رکھے۔ جہاں ہر بات اپنی انتہا سے تجاوز کر چکی ہو وہاں آپ کیا توقع لگائے رکھتے ہیں۔ حقیقت میں میں یہ منع نہیں کرتا آپ اپیلیں کریں لیکن جیسا کہ آپ نے خود ہی مجھے بتایا کہ ہمیں پتہ تھا کہ کیا جواب آئے گا۔ آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ آئندہ اوپر سے کیا جواب آئے گا، اس سے اوپر سے کیا جواب آئے گا۔ آخر اپیل خدا کے حضور کرنی ہوگی وہاں سے جو جواب آئے گا اس کا بھی ہمیں علم ہے اور اسی جواب کی میں باتیں کر رہا ہوں۔ ایک جواب ہے جو آ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ اٹھو اور آگے بڑھو اور غالب آؤ اور ان پر فتح حاصل کرو اور ان کی اکثریتوں کو اقلیتوں میں تبدیل کر دو کیونکہ تمہیں اسی لئے بنایا گیا ہے۔ "لیظھرہ علی الدین کلہ" محمد رسول اللہؐ کے غلام ہو اور اس زمانے میں محمد رسول اللہ کے حق میں جو میں نے پیش گوئی کی تھی یعنی خدا یہ کہتا ہے کہ وہ تمہارے ذریعے پوری کی جانی ہے۔ پس اگر تم پھیلو گے نہیں تو کیسے یہ پیش گوئی پوری ہو گی۔

پس راولپنڈی کی جماعت ہو یا کوئی اور مظلوم پاکستان کی جماعت یا پاکستان کی جماعت بحیثیت عمومی ایک ہی علاج ہے جتنی بدبختی اور بے حیائی کے ساتھ یہ تم پر حملہ کرتے ہیں آج اسی کے مقابل پر، بہت بہادری کے ساتھ مگر خدا کے حضور عاجزی کے ساتھ، کامل انکسار کے ساتھ، پورا توکل رکھتے ہوئے تبلیغ کا جوابی حملہ کریں۔ پھر اس راہ میں جو مشکلات ہیں اگر حکمتوں کے تقاضے پورے کرنے کے باوجود آئیں تو یہ شہادت ہے یہ قربانیاں ہیں جن پر قوموں کے سر فخر سے بلند ہو جایا کرتے ہیں۔ اس پہ کوئی حرج نہیں، کوئی غم نہیں لیکن خدا نے جو شرطیں مقرر فرمائی ہیں کہ حکمت کے ساتھ دعا کرتے ہوئے، صبر کے ساتھ پیغام کو پھیلاتے چلے جاؤ اور کوئی پرواہ نہ کرو کو اس کے مقابل پر قوم کیا رد عمل دکھاتی ہے وہ کرو تو یقین جانو کہ خدا کی وہ ساری خوش خبریاں جو محمد رسول اللہؐ کی امت کے ساتھ آخری زمانے میں وابستہ ہیں وہ تمہارے ذریعہ پوری ہوں گی اور خدا تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔ اس راہ میں ظلم ہوں گے یہ مجھے علم ہے مگر وہ ظلم اور طرح کے ظلم ہیں۔ یک طرفہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ظلموں کا نشانہ بننا یہ کیسے ظلم ہے اس میں تمہیں کیا لطف آ سکتا ہے لیکن جب خدا کی خاطر اس پر توکل کرتے ہوئے کمزور ہونے کے باوجود طاقت ور پر جوابی حملہ کرتے ہو پھر جو کچھ نقصان پہنچتا ہے وہ فخر کے لائق نقصان ہے، وہ لطف کے لائق نقصان ہے، ویسے نقصان بے شک اٹھاؤ کیونکہ اسی آیت کریمہ میں جس کی میں نے تلاوت کی تھی پھر آخر پر فرمایا گیا" نحن اولیاء کم فی الحیاۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ " اب تو ہمارا ساتھ ٹوٹنے کا ساتھ نہیں اس دنیا میں بھی ہم ساتھ ہیں اور آخرت میں تو ضرور ساتھ ہوں گے۔

" ولکم فیھا ماتشتھی انفسکم ولکم فیھا ماتدعون " دنیا کی جو نعمتیں ہیں، دنیا کے جو نقصانات ہیں ان کے غموں کا بھی ازالہ تو کیا جائے گا۔ مگر جو تم چاہتے ہو جو تمہارے دل کی گہری تمنائیں مانگ رہی ہیں۔ یہ ساری چیزیں تمہیں آخرت میں ملیں گی اور فرمایا دیکھو جن چیزوں کا ہم تم سے وعدہ کر رہے ہیں جانتے ہو ان کو کیا کہتے ہیں " نزلا من غفور رحیم " غفور سب سے زیادہ بخشش کرنے والا، سب سے زیادہ رحم کرنے والے خدا کے تم مہمان بنائے جانے والے ہو اس کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ جتنا معزز مہمان ہو اتنا ہی بڑے اعزاز کے ساتھ مہمانی کی جاتی ہے مگر جتنا معزز میزبان ہو اصل مہمانی کی شان تو میزبان سے وابستہ ہوا کرتی ہے۔ ایک بڑے سے بڑا بادشاہ بھی ایک غریب کی کٹیا میں اتر جائے گا۔ وہ چاہے گا کہ جان نچھاور کر دوں مگر پھر بھی غریب کی مہمانی ویسی ہی رہے گی لیکن صاحب اکرام بادشاہوں کی مہمانی جس کو نصیب ہو جائے اس سے بہتر اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام مقرر فرمایا کہ ثابت قدم رہنا، بے خوف آگے بڑھتے چلے جانا کچھ نقصان ہوں گے۔ وہ غم پورا کرنے کے ہم ذمہ دار ہیں۔ اس دنیا میں بھی پورا کریں گے مگر اگر تم اس راہ میں مارے گئے یا کچھ عرصے کے بعد جب بھی تم ہمارے پاس لوٹو گے تو ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ جو خدا کے فرشتے تمہاری تائید میں تمہاری خدمت پر اس دنیا میں مامور تھے وہ آخرت میں بھی مامور رہیں گے۔ وہ تمہارا ساتھ وہاں بھی نہیں چھوڑیں گے اور تمہیں وہ کچھ دیا جائے گا جس کی گہری تمنائیں تم رکھتے تھے لیکن حاصل نہ کر سکے۔ جو کہو گے وہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور یہ غفور رحیم خدا کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ تمہاری مہمان نوازی کے سامان ہوں گے۔ ایک پہلو سے میزبانی کہا جا سکتا ہے یعنی خدا میزبان ہے تو اس کی طرف سے میزبانی ہوگی۔ تم مہمان ہو تو تمہاری مہمانی ہو رہی ہے مگر اس سے بڑھ کر اعلیٰ مہمان نوازی کا کوئی تصور ممکن نہیں۔

تو جس راہ کی طرف قرآن نے ہمیں بلایا ہے جس راہ میں آگے بڑھنے کی طرف خدا تعالیٰ نے ہمیں آواز دی ہے اس راہ میں آگے بڑھنا حکمت کے ساتھ۔ ہر ممکن کوشش کرنی ہے کہ

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

SCL

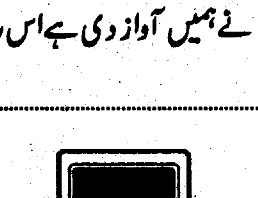

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

مکرم ممتاز حمید اللہ جنگ واصف صاحب انگلستان کے ایک غیر از جماعت دوست ہیں۔ انہوں نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے تاثرات لکھ کر بھجوائے ہیں جو ذیل میں ہدیہ قارئین ہیں ——— (مدیر)

چہرہ بقعہ نور، نظریں خلوص کے جذبہ سے پر، وضع و قطع انتہائی سادہ، شخصیت بے حد پر کشش، سفید اور شفاف کلہ اور شیروانی زیب تن، باہیں کھولے ہوئے متوسط قد و قامت کے بزرگ آگے بڑھے اور مجھے بڑی شفقت سے گلے لگا لیا۔ دونوں رخسار پر سبک سے بوسے عنایت فرما کر بولے "ممتاز میاں بہت خوب ہوا کہ آپ آئے" اور پھر بڑے تپاک سے کرسی پر بٹھاتے ہوئے حلوت اور تکلف کے ساتھ گفتگو کا آغاز فرمایا۔

یہ ہے میرا تاثر ان بزرگ سے ملاقات کا جنہیں زمانہ خلیفہ وقت جماعت احمدیہ، مرزا طاہر احمد صاحب کے نام نامی سے جانتا اور پہچانتا ہے۔ میری یہ ملاقات گزشتہ سنیچر یعنی مورخہ ۲۳ اپریل کو احمدی تحریک کی مرکزی مسجد "لندن موسک" میں صاحب موصوف سے ہوئی جس کا پر کیف اثر نہ صرف باقی ہے بلکہ جس کا نقش شاید ہمیشہ تر و تازہ رہے گا۔

دراصل حضور سے یہ میری پہلی ملاقات نہیں بلکہ تیسری ملاقات تھی۔ اولاً میں نے حضور کو ماہ اگست ۱۹۹۳ء کے جلسہ سالانہ میں بمقام اسلام آباد، برطانیہ میں دیکھا تھا۔ اگرچہ میں احمدی نہیں ہوں لیکن جلسہ کی کاروائی کے دوران جس طرح حضور کو دیکھنے اور برتنے کا موقعہ ملا اور جو خلق اعلیٰ اور انسانی تکریم کے نمونے نظر سے گزرے اور مشاہدہ میں آئے۔ ان سے دل پر گہرا اثر ہوا نیز حضور کی شخصیت کا زیادہ قریب سے جائزہ لینے اور مطالعہ کرنے کے شوق کا موجب بھی یہی جلسہ بنا۔

یہاں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ حضور سے متعارف کرانے اور میرے اس شوق کو پورا کرنے میں ملٹن کینز کی مقامی جماعت احمدیہ کے صدر، محبی ناصر احمد منہاس صاحب کا بہت دخل رہا۔ چنانچہ میری دوستی اور مختصر سی ملاقات انہیں کے توسل سے ماہ اکتوبر ۱۹۹۳ء کے وسط میں ہوئی۔ اس ملاقات کے دوران جب حضور کو علم ہوا کہ میرا ننہال ریاست مالیر کوٹلہ ہے تو فرط مسرت سے حضور نے مجھے دوبارہ گلے لگایا اور قرابت کا رشتہ جتاتے ہوئے آئندہ فرصت نکال کر آنے کی پرخلوص تلقین اور ہدایت فرمائی۔

یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک وسیع ترین بین الاقوامی تنظیم و تحریک کا روح رواں اور خلیفہ ہے۔ مجھ ادنیٰ اور گمنام انسان کے ساتھ اس درجہ اکرام اور حلم سے پیش آنا، کم از کم میرے لئے ایک نادر اور عدیم المثال واقعہ تھا۔ پھر ملاقات کے اختتام پر جس محبت اور خلوص سے حضور نے رخصت فرمایا اور باہر تک چھوڑنے تشریف لائے اس کا نقش ہنوز قلب پر ثبت ہے۔

جس وقت میں رخصت ہو رہا تھا اس وقت رات کے تقریباً آٹھ بج رہے تھے مجھے دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ کرہ ارض کے مختلف مقامات سے لوگ، جن میں مرد اور خواتین شامل تھے بیٹھے نجی اور فرداً فرداً ملاقات کے منتظر تھے۔ حضور کی توجہ کے مطلوبین قطار در قطار کچھ صبر سے بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ لنگر سے مستفیض ہو رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ ان میں کچھ نجی مسائل کے سلسلہ میں مشورہ کی خاطر آئے ہیں، کچھ صرف شرف ملاقات کے لئے اور کچھ علاوہ دعا کے، حضور سے دوا کے طالب ہیں۔ یہ معلوم کر کے استعجاب میں اور بھی اضافہ ہوا کہ حضور مذہبی پیشوا کے علاوہ ہومیو پیتھک معالجہ کے ماہر فن ڈاکٹر بھی ہیں۔ استفسار پر بتایا گیا کہ یہ تصرف روزانہ کا معمول ہے! کیا معمول ہے؟ میں نے تجسس سے ہمت کر کے دریافت کیا۔ بتایا گیا کہ یہ مرد مجاہد تہجد سے عبادت میں مشغول ہوتا ہے تو صبح صلوٰۃ فجر تک یہ مصروفیت جاری رہتی ہے۔ نماز فجر کے بعد جسمانی ورزش کا معمول پورا کیا جاتا ہے پھر غسل اور کچھ وقفہ آرام کے بعد حضور پرنور نیچے دفتر تشریف لے آتے ہیں۔ صبح ۹ بجے بقول منیر جاوید صاحب جو نجی سیکرٹری کے فرائض انجام دیتے ہیں، حضور تین سو سے لے کر ساڑھے تین سو خطوط نبٹاتے ہیں۔ نجی اور ضروری ملاقاتیں فرماتے ہیں، جماعتی امور سرانجام دیتے ہیں، آئے ہوئے وفود کے مندوبین سے گفت و شنید کرتے ہیں اور انہیں قسم کی تنظیمی مصروفیت کا سلسلہ ظہرین کے بعد مغرب اور پھر عشاء تک جاری اور ساری رہتا ہے اور تقریباً گیارہ بجے رات کو حضور اوپر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے جاتے ہیں۔ میں نے جب تعجب سے کہا کہ "اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور صرف تین یا چار گھنٹے سوتے اور آرام فرماتے ہیں" تو ارکان عملہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ یہ تو حضور کا معمول ہے لیکن بات تو آج کی ہو رہی تھی۔

حضور پرنور نے آج مجھے دوپہر کے کھانے کی پرتکلف دعوت دے کر مرہون منت کیا تھا۔ جیسا کہ آغاز میں عرض کر چکا ہوں، حضور نے انتہائی خندہ پیشانی سے میرا استقبال فرمایا اور اس پیار اور محبت اور نرمی سے گفتگو فرماتے رہے کہ مجھ کو ذرا اور ادنیٰ اجنبیت محسوس نہ ہوئی۔ منہاس صاحب، جن کا تذکرہ اوپر کر چکا ہوں وہ بھی ہمراہ تھے، دفعتاً حضور نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اپنی بچی کے لئے یہ قلم لیتے جائیں"۔ بعد میں منہاس صاحب نے بتایا کہ ان کی صاحبزادی نوشین کو نظمیں اور مضامین لکھنے کا شوق ہے۔ لیکن تعجب خیز بات یہ تھی کہ حضور کو برجستہ کس طرح یاد آیا اور اپنے ایک ادنیٰ معتقد کی کس طرح تکریم فرمائی۔ اس کے بعد منہاس صاحب نے جرات کر کے اپنی اہلیہ کے واسطے ایک نسخہ بھی طلب کیا جس کی تعمیل حضور نے فوراً فرما کر ممنون کیا۔ اس کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "ممتاز میاں آپ کی خاطر میں نے عبیداللہ علیم صاحب کو مدعو کیا ہے، پوری امید ہے کہ آپ ان سے مل کر محظوظ ہونگے"۔ واقعہ یہ ہے کہ حضور کو یہ علم تھا کہ شعر و سخن سے مجھے دور کا تعلق ہے اور یہ خلق عظیم کی ایک اور نازک مثال تھی کہ حضور نے، میری خاطر پاکستان کے ایک معروف شاعر اور ادیب کو مدعو فرمایا۔ ایسی دلجوئی اور اکرام .... عظمت اور اخلاص کی درخشاں دلیل ہے۔ حضور کے اس Affectionate Gesture سے میں بے حد متاثر ہوا۔

لنچ نماز ظہر کے بعد تھا لہذا اوائلی ملاقات کے بعد نشست برخاست ہوئی اور ہم لوگ مسجد فضل جو محمود ہال سے متصل واقع ہے وہاں نماز کی خاطر چلے گئے۔ چونکہ میں حنفی المذہب ہوں لہذا میں نے تنہا علیحدہ نماز ظہر سے فراغت حاصل کی لیکن نفل کی طور پر حضور کی امامت میں جماعت کے ساتھ چار رکعتیں بھی ادا کیں۔ معاً نماز سے فارغ ہو کر حضور اپنی معیت میں منہاس صاحب اور مجھ کو اپنی قیام گاہ پر لے گئے جہاں عبیداللہ علیم صاحب سے تعارف کرایا۔

حضور کی قیام گاہ بھی عجیب ہے۔ دراصل اسے حجرہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ میں ایک ادنیٰ ٹیچر ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرا غریب خانہ حضور کے فلیٹ کی نسبت سے زیادہ قیمتی قالین اور فرنیچر سے مزین ہے۔ قیام گاہ کی سادہ لوحی لیکن نظافت، ستھرائی اور رونق سے بلا متاثر ہوئے نہ رہ سکا۔ یہ فلیٹ لاؤنج، ڈرائنگ روم، کچن اور غالباً دو بیڈ رومز پر مشتمل ہے اور انتہائی سادگی سے سجا ہوا ہے۔ معلوم ہو کر حیرت ہوئی کہ شہزادیوں نے بنفس نفیس اپنے ہاتھوں سے چاول، سالن، رائتہ، سیخ کباب اور روٹیوں پر مشتمل ظہرانا تیار کیا تھا۔ حضور کے چھوٹے داماد عبدالکریم صاحب (اصل نام کریم اسعد احمد خان ہے۔ ناقل)، جن کی عمر تقریباً ۲۵ برس یا اس کے لگ بھگ ہے انہوں نے ایک ادنیٰ خادم کی طرح فرائض مہمانداری سرانجام دئے۔ حضور نے بڑی شفقت اور صد اصرار سے مجھے سر محفل بٹھا کر اعزاز بخشا اور اس دوران جس حلم، تکریم اور خلق عظیم کا مظاہرہ فرمایا اس حلوت کا ذائقہ لب و دہن سے زائل نہیں ہو سکتا۔ حضور کو امرود کے عرق سے کسی قدر رغبت ہے چنانچہ مزہ لے لے کر خود بھی نوش فرماتے اور دست شفقت سے بار بار میرا گلاس بھی پر فرماتے رہے۔ ذرا میری پلیٹ خالی ہوتی کہ انتہائی نزاکت اور تکلف سے فوراً کھانوں سے بھر دیتے۔ مکالمہ کا شرف جاری رہا۔ میں غور سے جائزہ لیتا رہا کہ حضور نے ہم تینوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ وہ مرکز توجہ نہ تھا۔ ہر فرد یہی محسوس کر رہا تھا گویا حضور مجھ سے ہی مخاطب ہیں۔ یہ اعلیٰ ظرفی واقعتاً نایاب ہے۔ میں کس طرح بیان کروں کہ ایک ادنیٰ قرابت کے طفیل حضور نے جو شرف مجھ حقیر انسان کو بخشا۔ دراصل وہ مرحمت کا تمثیلی نمونہ ہے۔ دوران گفتگو جس موضوع پر بھی بات ہوئی حضور نے ایک محقق کی طرح تبصرہ فرمایا۔ حضور کی وسعت علم، یہ عرض کرنا بالکل حقیقت ہے ایک بحر لامتناہی کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔ انگریزی لٹریچر سے لے کر جدید اور قدیم اردو فارسی ادب، لکھنؤ کی اسلامی تہذیب، مشائخ فرنگی محلی کا احوال، اولیاء کرام اور بزرگان دین کے تذکرے، وی پی سنگھ صاحب کی عظمت کا چرچا...... اور دیگر ذیلی عنوانات گویا ہر معاملہ میں حضور سے سیر کن گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ مجھ پر جو کیفیت طاری تھی وہ بیان کے باہر ہے۔ بس ایسا لگتا تھا کہ جسم اور دماغ ایک طمانیت اور سکون کے عمیق سمندر میں غرق ہے اور حضور نہیں بلکہ ایک لطیف ہمسائیگی ہے۔ لیکن ہیہات، وہ گھڑی بالآخر آن پہنچی جس کا اندیشہ تھا۔ وقت نے کس کا دیا ہے ساتھ! بالآخر حضور نے گھڑی پر نظر ڈالی اور بڑی فراخ دلی سے اپنے داماد صاحب اور عبیداللہ علیم صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ حضرات ممتاز میاں کا بدرجہ اتم خیال رکھیں، افسوس مجھ کو واپس دفتر جانا ہے۔ بس ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ایک لطیف خواب........ خیال کی طرح منتشر ہو گیا۔ حضور نے انتہائی محبت اور شفقت سے رخصت طلب فرمائی اور معانقہ فرما کر تشریف لے گئے۔

حضور نے مجھ معاصی ناچیز کو، پورے دوران ملاقات تبلیغ کا ایک لفظ تک نہیں فرمایا۔ بلکہ میرے اپنے اصرار پر اتنا کہنے پر اکتفا کیا کہ "آپ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہیں اور ربنا توفنا مع الابرار...... کا ورد کرتے رہیں"۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا اگرچہ حضور نے اپنے لب و دہن سے کوئی تبلیغ و تلقین نہیں فرمائی لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس عظیم انسان کا ہر لمحہ اور ہر ادا طبع انسانی کے لئے ایک زندہ اور جاوید پیغام ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ زمانے نے بسا اوقات ایسے مردان ذی وصف کو فراموش کر دیا ہے۔ یہ تو ہماری بدقسمتی اور محرومی ہے۔ اس کا جتنا بھی ماتم کریں سو کم ہے۔

اللہ ہم سب کو اپنے اپنے ظرف کے مطابق استفادہ حاصل کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ [redacted]

ضروری اعلان

وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل ہو گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی / موصیات جو اپنی جائداد کا حصہ ادا کر کے سرٹیفکیٹ لے چکے ہوں ان کو بھی اپنی جائداد کی آمد سے حصہ آمد بشرح ۱/۱۶ ادا کرنا لازمی ہوگا (آمد از کرایہ مکان، دوکان، زرعی زمین وغیرہ)۔

ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ یہ ہے:-

"جس جائداد کا حصہ جائداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی"۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز، ربوہ)

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NOEEM USMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

SELF SERVICE/
COIN OPERATED
LAUNDERETTE AND DRY
CLEANING FACILITIES
J & L LAUNDERETTE
159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

ASIAN JEWELLERY AT
DISCOUNTED PRICES
LATEST DESIGNS IN STOCK
UK DELIVERY ARRANGED
CUSTOMER DESIGNS WELCOME
REPAIRS AND ALTERATIONS
DULHAN JEWELLERS
126 MILTON STREET
PALFREY, WALSALL
WEST MIDLAND WS1 4LN
PHONE 0922 33229

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے متعلق بعض صحابہؓ کی روایات درج ہیں جو ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم نے الحکم کے مسیح موعودؑ نمبر میں جلد ۳۸ شمارہ ۱۸ اور ۱۹ میں شائع فرمائیں:-

حضور نے کن حالات میں کتابیں تصنیف فرمائیں

حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ بوڑھے ہیں ضعیف ہیں۔ فرمایا: "ہاں ڈاکٹروں نے بھی کم کام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ مگر اس کے بعد ساٹھ کتابیں لکھی ہیں"۔ ایک دفعہ فرمایا: "مضمون لکھتے ہوئے جب بیہوشی ہو جاتی ہے تو قلم ہاتھ سے گر جاتا ہے۔ ہوش آنے پر پھر لکھنے لگ جاتا ہوں"۔

نوٹ:۔ اس مشقت کی مثال دنیا کے تصنیف میں کہیں نظر نہ آئے گی۔ (ایڈیٹر)

حضور کا اپنے مخلصوں سے اخلاص

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ حضور ملتان تشریف لے گئے۔ واپسی پر لاہور میں قیام فرمایا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضور کے عاشق صادق اس وقت غائب تھے۔ فرمایا: "نہ معلوم مفتی صاحب کیوں تشریف نہیں لائے"۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور وہ بیمار ہیں۔ آپ نے اسی وقت مفتی صاحب کا پتہ دریافت کیا اور مفتی صاحب کی عیادت کے لئے ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور مفتی صاحب کو ہر طرح تسلی دی۔

نوٹ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے خدام سے یہ سلوک کبھی خدام کو بھول نہیں سکتا مفتی صاحب اپنے غریب خانہ پر خدا کے مامور و مرسل کو دیکھ کر کس قدر خوش ہوئے ہونگے اس مسرت کا اندازہ لگانا آج آسان نہیں..... (ایڈیٹر)۔

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

قرآن سب سے بڑا وظیفہ ہے

حضرت حافظ نور احمد صاحب (فیض اللہ چکوی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:-

" حافظ نبی بخش صاحب نے ایک دفعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور حافظ نور احمد صاحب تو بہت وظیفے کرتے رہتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور یہ یوں ہی کہتے ہیں، میں تو سوائے قرآن شریف کے اور کچھ نہیں پڑھتا۔ حضور ہنس پڑے اور فرمایا " میاں نور احمد! تمہاری تو وہ مثال ہے کہ جس شخص کو دونوں وقت پلاؤ میسر ہو اسے اگر کہا جائے تم تو بڑا اچھا کھانا کھاتے ہو۔ وہ کہے کہ نہیں میں تو صرف پلاؤ ہی کھاتا ہوں ۔ کیا قرآن سے بہتر بھی کوئی وظیفہ ہے؟"۔

دعویٰ سے قبل کی زندگی

حضرت مرزا اسماعیل بیگ صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:-

" حضرت جب سفر پر جاتے تھے تو سواری کے لئے ایک گھوڑی سفید رنگ کی تھی۔ حضور جب قادیان سے چلتے تو مجھے اس پر سوار کرا دیتے۔ میں ہر چند انکار کرتا لیکن حضرت مجھے سوار کرا دیتے اور آپ ساتھ پیدل چلتے۔ ان مقدمات کے ایام میں جو والد صاحب نے ان کے سپرد کر رکھے تھے حضور وڈالہ تک مجھے سوار کراتے اور پھر خود سوار ہو کر بٹالہ تک جاتے اور اسی طرح واپسی ہوتا تھا۔

نوٹ:۔ مرزا اسماعیل بیگ صاحب اس وقت حضرت کے خادم کی حیثیت سے کام کرتے تھے اور یہ حضور کا طریق ایک ایسے شخص سے تھا جو حضور کا ذاتی خادم تھا اور عمر کے لحاظ سے بھی وہ اس وقت کوئی بڑی عمر کے نہ تھے۔ (ایڈیٹر)۔

ایک بداخلاق مولوی سے حضور کا اخلاق

حضرت ملک غلام حسین صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:-

" ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مولوی ہندوستان سے آیا۔ نماز ظہر ہو چکی تھی۔ ماہ جون تھا۔ حضور نماز پڑھ کر تشریف فرما ہوئے۔ اور بہت سے خدام بیٹھے تھے کہ وہ مولوی آیا۔ حضور نے فرمایا آئیے تشریف لائیے۔ وہ بیٹھنے نہ پایا تھا کہ اس نے گالیاں نکالنا شروع کر دیں اور کہنے لگا کہ تم نے دین محمدی کو بگاڑ دیا ہے۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ مولوی صاحب تشریف رکھیں۔ آپ کے سب سوالات کا جواب دیا جائے گا۔ مجھے فرمایا کہ اندر سے مولوی صاحب کے لئے دودھ میں برف اور کیوڑہ ڈال کر لے آؤ۔ مولوی صاحب گرمی میں سے آئے ہیں۔ میں نے دودھ لا کر مولوی صاحب کو دیا مگر اس نے پینے سے انکار کر دیا اور نہ پیا۔ اور برابر گالیاں .... دیتا رہا۔ ایک نو مسلم جو عیسائی سے مسلمان ہوا تھا وہاں موجود تھا۔ اس سے صبر نہ ہو سکا اور ایک تھپڑ لگا دیا۔ وہ مولوی فوراً اٹھ کر چلا گیا۔

حضرت اقدس اس نو مسلم پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اس مولوی کو کیوں مارا؟ وہ گالیاں تو ہمیں دے رہا تھا۔ اندر سے مولوی عبدالکریم صاحب بھی سن رہے تھے مگر حضور کی وجہ سے بول نہیں سکتے تھے۔ حضور نے اس نو مسلم سے کہا کہ اس کو ابھی جا کر واپس لاؤ۔ وہ شخص واپس لانے کے لئے گیا۔ بعد میں خود حضور تشریف لے گئے اور اس مولوی سے فرمایا کہ آپ واپس چلیں مگر وہ نہ مانا اور چلا گیا"۔

کسی سے مفت کام کرانا پسند نہ کرتے تھے

مستری قطب الدین صاحب مرحوم بہت بڑے کاریگر تھے اسلحہ کے بنانے میں بھی بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے فرمایا ایک دفعہ حضور نے مجھے سخت گرمی کے موسم میں بارہ بجے بلوایا۔ حافظ حامد علی مرحوم بلانے کے لئے آئے۔ میں اسی وقت حاضر ہوا۔ حضور ایک اندھیری سی کوٹھڑی میں دروازہ بند کر کے تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اس ڈیسک کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اس کی مرمت یہیں میرے پاس بیٹھ کر کر دیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور دوکان پر لے جاؤں گا تو آسانی رہے گی۔ فرمایا دوکان پر لے جانے میں تو کوئی حرج نہیں لیکن اس میں میری پرانی یادداشتیں ہیں اور ان کی سب ترتیب میرے ذہن میں ہے۔ خالی کرنے سے ترتیب بگڑ جائے گی اور مجھے تکلیف ہوگی۔ چنانچہ میں نے وہیں درست کر دیا۔ حضور بہت خوش ہوئے فرمایا اجرت کیا چاہئے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور میں تو خدمت دین کے لئے آیا ہوں۔ اگر میں بھی اجرت لے کر کام کروں تو مجھے ثواب تو نہ ہوا۔ فرمایا یہ خیال مت کرو کہ ثواب نہیں ہوگا۔ ثواب تو ضرور ملے گا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل میں اخلاص ہے۔ میرے گھر کے کاموں کا سلسلہ وسیع ہے۔ میں آپ لوگوں کو تکلیف دینا نہیں چاہتا کہ کسی سے مفت کام لوں۔ آپ لوگوں کی خدمت تو میرے ذمہ ہے۔ یہ آپ لوگوں کا احسان ہے کہ مزدوریاں کرتے ہیں اور اپنا گزارہ کرتے ہیں۔ اس طرح میرا بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ آپ مجھ سے مزدوری دگنی لیا کریں۔ مستری صاحب مرحوم نے فرمایا مگر میں نے اپنی مزدوری کبھی حضور سے دگنی نہیں کی۔

موت زندگی میں تبدیل ہو گئی

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:-

" میں ایک دفعہ سخت بیمار ہو گیا ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے دیکھ کر بتلایا کہ یہ شخص اب زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ سیدی و مولائی! میرے لئے وہ دعا کریں جو حضور نے نواب صاحب کے بڑے لڑکے میاں عبدالرحیم کے لئے کی تھی۔ تا مجھے خدا آپ کی کامیابی دکھلائے۔ اور اس سے حصہ دلائے۔ حضور نے جواب دیا کہ میں نے آپ کے لئے دعا کی ہے۔ تب میں نے اپنے دوستوں میں اعلان کر دیا کہ میں اب نہیں مروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نوٹ:۔ نیر صاحب کے حالات سے واقف جانتے ہیں کہ نیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے لمبی زندگی عطا فرمائی اور حضور کی کامیابیاں دیکھنے کا موقع دیا۔ اور لنڈن اور افریقہ کے ممالک میں ان کامیابیوں میں بھی حصہ دیا.........۔

گھنٹہ بھر گالیاں سنتے رہے

حضرت میاں سراج الدین صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:-

سراج الدین فقیر لمبے بالوں والا، جو سجادہ نشین تھا آیا۔ پہلے تو نرمی سے باتیں پوچھتا رہا پھر گالیاں نکالنی شروع کیں۔ ایک گھنٹہ تک برابر گالیاں دیتا رہا۔ آپ سنتے رہے۔ جب وہ گالیاں دے کر تھک گیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا بس یا کچھ اور بھی؟

حضور کی دعا کا رنگ

حضرت ماسٹر عبدالرحمان صاحب بی۔ اے۔ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:-

" ایک دفعہ میں حافظ حامد علی صاحب کے بھائی کے گاؤں میں گیا۔ انہوں نے ایک بچہ کو دیکھ کر کہا کہ یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے۔ میں نے کہا کہ کیسے؟ کہا کہ میرے گھر میں اٹھرا کی مرض تھی۔ میں حضور کے پاس عشاء کے وقت گیا۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میری بیوی اٹھرا سے بیمار ہے حضور نے فرمایا کہ کل جمعہ کے وقت یاد کرانا۔ جمعہ سے واپسی پر میں نے حضور کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی کہ حضور دوائی دیں۔ حضور نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں تم بھی ساتھ دعا کرو اور آمین کہتے جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میں تو تھک گیا مگر حضور نہ تھکے۔ اس دعا میں حضور کے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور نے دوا بھی دی اور پھر یہ بچہ پیدا ہوا اور خدا کے فضل سے زندہ ہے۔

اس کے بعد لوگوں کو نسخہ دیا تو ان کو فائدہ نہ ہوا کیونکہ دعا ساتھ نہ تھی۔

(اخبار الحکم (قادیان) مسیح موعود نمبر جلد ۳۸ نمبر ۱۸ اور ۱۹) [redacted]

اخبارات و جرائد سے

روزنامہ جنگ لندن ۱۷ نومبر ۱۹۹۴ء میں نقطہ نظر کے کالم کے تحت شائع ہونے والا ایک خط قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش ہے:۔

روزنامہ جنگ لندن کی گزشتہ کسی اشاعت میں محترمہ بینظیر بھٹو نے بیان دیا تھا کہ "حکومت نے ناموس رسول کے سلسلہ میں سزائے موت کا قانون پیش کر کے ملک کو بنیاد پرستوں کی ریاست بنانے کی سازش کی ہے یہ عوام کے حقوق سلب کرنے کے مترادف ہے اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہے"۔ محترمہ موصوفہ کے بیان میں "بنیاد پرستوں" سے مراد قدامت پرست، جامد اور متعصب اور جہالت پسند علماء ہیں وہ جس قسم کا اسلام پیش کرتے ہیں اسے "ملا ازم" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی ملا ازم کو دور حاضرہ کی اصطلاح میں فنڈامنٹلزم یعنی بنیاد پرستی سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور اس کے داعیوں کو بنیاد پرست کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو قرآن اور علم و بصیرت، فکر و تدبر اور عقل و شعور سے دور رکھا جائے اور عہد ملوکیت میں وضع شدہ اسلام کو "بنیادی اسلام" کی حیثیت سے عام کر دیا جائے اور عوام کے جذبات کی تسکین کے لئے اسے اسلاف کی طرف منسوب کر دیا جائے یہ ایک ایسی خطرناک سکیم ہے جو امت کی تباہی کے لئے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پوری دنیا میں چلائی گئی ہے۔ اس وقت ساری دنیا میں انسٹی ٹیوٹس اسلامک سنٹرز، اسلامک مشنز، اسلامک کانفرنسز، مسلم پارلیمنٹ، اسلامک لیکچرز، اسلامک سیمینارز اور اسلامک لٹریچر کی جو بھرمار نظر آ رہی ہے یہ سب اسی شجرۃ الزقوم کی ہی شاخیں ہیں ان اداروں سے جو لوگ منسلک ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو علماء کہلاتے ہیں ان کا مبلغ علم صرف اتنا ہوتا ہے کہ پیش نظر معاملہ کے متعلق وہ فقط یہ دیکھتے ہیں کہ فلاں امام نے کیا فرمایا ہے فلاں مفسر کا کیا قول ہے اور فلاں محدث کا کیا ارشاد ہے۔ جس شخص کو ان حوالوں پر زیادہ عبور ہوتا ہے وہ بہت بڑا عالم تصور کیا جاتا ہے۔ سیاسیات اور اخلاقیات کے علاوہ قرآن کریم بھی ان کے نصاب میں نہیں ہوتا اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ "بنیاد پرستی" کی تحریک چلا کر چاہتے ہیں کہ مسلمان ممالک میں اقتدار انہی کے ہاتھ میں رہے۔ یعنی ان کے ہاں نظام حکومت تھیاکریٹک ہوتا ہے کہ یہ نہ دین کے رہیں نہ دنیا کے۔ بہر حال پاکستان میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ان لوگوں کو اپنے قریب لا کر حکومت میں شامل کیا اور اس طرح ان کو اسلام کے پردہ میں بنیاد پرستی کو بروئے کار لانے کا موقع ملا۔ اس وقت یہ لوگ ملک میں اس قدر طاقتور ہو چکے ہیں کہ موجودہ حکومت بھی ان سے خائف رہتی ہے۔ حالیہ نفاذ شریعت بل کے ذریعے قرآن کریم کے علی الرغم حکومت کا فرقوں کو قانونی حیثیت دینا اور توہین رسالت کے لئے سزائے موت مقرر کرنا اس امر کا بین ثبوت ہے۔

حکمرانوں نے انسانی جسم کے لئے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں استعمال کیں اور ملاؤں نے انسانی گردنیں اڑانے کے لئے خلاف قرآن [جو لوگ ایمان لائے اس کے بعد پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے اور پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے تو یہ لوگ ہیں کہ اللہ انہیں بخشنے والا نہیں۔ اور ہر گز ایسا نہیں ہو گا کہ انہیں ہدایت کی راہ دکھائے۔ (النساء: ۱۳۷)]۔ مرتد کی سزا قتل مقرر کر دی اور اس طرح اپنے اختیارات بادشاہوں کے مقابلے میں بہت زیادہ وسیع کر لئے۔ اس قسم کی سزا کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکمران اپنی مصلحتوں کی بنا پر جس کسی کو قتل کرنا چاہتے لیکن اس کے خلاف کوئی سنگین جرم ثابت نہ کر سکتے تھے تو وہ مذہبی ملاؤں سے ان کے خلاف ارتداد کا فتویٰ لے لیتے اور پھر اس کے بعد اسے آسانی سے قتل کر دیا جاتا۔ ہماری تاریخ کا کون سا صفحہ ہے جو خون کے دھبوں سے داغدار نہیں؟

ہمارے علمائے کرام اسی قسم کے دور ملوکیت کی پیداوار ہیں۔ انہوں نے غربت اور فرقہ وارانہ ماحول میں پرورش اور تعلیم پائی ہے۔ انہوں نے اپنے فرقے کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کے خلاف نفرت اور بغض کے سوا اور کچھ نہیں سیکھا۔ مسلسل افلاس و غربت کی وجہ سے ان کے دلوں میں شدید احساس محرومی اور فرقہ واری کی وجہ سے ان کے ذہن انتہائی نفرت اور تعصب سے بھرے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ ساری عمر السادیت کا شکار بنے رہتے ہیں۔ جب یہ لوگ اقتدار سے باہر ہوتے ہیں تو مساجد میں بڑے چٹخارے لے کر جہنم کی تفاصیل بیان کر کے سامعین کو اذیت پہنچا کر لذت حاصل کرتے ہیں یا پھر بلا وجہ مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگا کر انہیں ذہنی کرب میں مبتلا کر کے جذبہ سادیت کی تسکین کے لئے صرف کفر کے فتوے ہی صادر نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ مسلمانوں کو واجب القتل بھی گردانتے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں ایک حصہ ان لوگوں کے ساتھ گزارا ہے اس لئے میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ انہیں نہ کوئی خوف خدا ہوتا ہے اور نہ ہی ناموس رسالت کا احترام۔ روٹی کے لئے انہیں خدا اور رسول کا نام مجبوراً لینا پڑتا ہے یوں تو یہ لوگ اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اسلام کی رٹ لگاتے رہتے ہیں لیکن آج تک انہیں یہ پتہ نہیں چلا کہ اسلام کیا ہے اور نہ ہی یہ واضح طور پر بتا سکتے ہیں کہ اسلام کی تعریف کیا ہے۔ اسلام تو درکنار انہیں یہ بھی علم نہیں کہ مسلمان کسے کہتے ہیں۔ دیگر یہ بات نہیں کہ انہیں "رسول اللہ" سے محبت ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ ناموس رسولؐ کے سلسلہ میں سزائے موت کے قانون کے حق میں ہیں بلکہ اس کی دو اور وجوہات ہیں جس میں ایک تو یہ ہے کہ یہ لوگ "قتل مرتد" کی طرح اس قانون کے ذریعے لوگوں پر اپنے پنجہ اقتدار کی گرفت انتہائی سخت کرنا چاہتے ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے یہ لوگ اجتماعی طور پر اپنے جذبہ سادیت کی تسکین کرنا چاہتے ہیں۔ اگر نفاذ شریعت بل (جو اپنی اصل کے اعتبار سے سراسر غیر قرآنی ہے) اور ناموس رسول کے سلسلہ میں سزائے موت کے قانون کو ختم نہ کیا گیا تو محترمہ بینظیر بھٹو کے بیان کے مطابق پاکستان واقعی بنیاد پرستوں کی ریاست بن کر رہ جائے گا جہاں خدا کے دین اسلام (جو مکمل طور پر قرآن کریم میں محفوظ ہے) کو ملا ازم کے ذریعے بدنام کر دیا جائے گا۔ بہر حال اس وقت پاکستان میں ناموس رسولؐ کے سلسلہ میں جو قانون بنایا جا رہا ہے اس کی رو سے ایک مسیحی کو سزائے موت سنا دی گئی ہے ہمارے نزدیک دین میں سند صرف کتاب اللہ ہے (المائدہ: ۴۴) اس لئے جو کچھ اس سلسلہ میں کہا جائے گا وہ صرف قرآن کریم کی رو سے ہی کہا جائے گا۔ انسانی جان کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ اگر کسی نے کسی کو ناحق قتل کر دیا تو یوں سمجھو گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا اور اگر کسی ایک کی جان بھی بچالی تو اس نے گویا پوری انسانیت کو زندگی عطا کر دی (المائدہ: ۳۲)۔

انسانی جان کو خدا نے واجب الاحترام بنایا ہے اس لئے اسے "حق" کے بغیر قتل نہ کرو (بنی اسرائیل: ۳۳)۔ حق سے مراد قانون خداوندی کے مطابق یعنی قتل عمد کی سزا موت ہے اور یہ سزا صرف مجرم کو ہی ملے گی (البقرہ: ۱۷۸) اسلامی مملکت کے خلاف بغاوت کرنے والوں کی سزا بھی قتل ہے لیکن اگر وہ مغلوب ہونے سے پہلے ہتھیار رکھ دیں اور اپنے کئے پر نادم ہوں یعنی توبہ کر لیں تو پھر ان کے لئے معافی کی گنجائش ہے (المائدہ: ۳۳، ۳۴)۔

ان دو جرموں کے علاوہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کسی اور جرم کی سزا "قتل" مقرر نہیں کی جہاں تک رسولوں کی توہین کا تعلق ہے قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ناسمجھ لوگوں نے ہر رسول کو ساحر و مجنون کہہ کر ان کی توہین کی ہے (الذاریات: ۵۲)۔ جو لوگ عربی جانتے ہیں وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ رسولوں کی توہین کے لئے ان الفاظ سے بڑھ کر کوئی دیگر الفاظ زیادہ اہانت آمیز نہیں ہو سکتے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان رسولوں نے اپنے متعلق اس قسم کے الفاظ سن کر گستاخ لوگوں کو پھانسی پر چڑھایا؟۔ نہیں ہر گز نہیں۔ جب یہ الفاظ کفار نے رسول اللہؐ کے متعلق کہے (سباء: ۸) تو رسول اللہؐ نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا وہ قابل غور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس رسول کے پیغام پر تھوڑا سا غور و فکر کرو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا (الاعراف: ۱۸۴) حضور نبی اکرم کے اس جواب کے بعد جسے قرآن کریم میں بطور سند محفوظ کر دیا گیا ہے کیا گستاخ رسول کے لئے سزائے موت مقرر کرنے کا کوئی جواز ہے؟ آخر پاکستان کی عدالت عالیہ سے ہماری یہ درخواست ہے کہ اپیل کرنے والے مسیحی کا فیصلہ قرآنی بنیادوں پر صادر فرمایا جائے تاکہ یہ فیصلہ جو اپنی نوعیت کا پہلا فیصلہ ہو گا صحیح معنوں میں اسلامی کہلا سکے۔

(وائی علی۔ آکسفورڈ)

(بشکریہ روزنامہ جنگ لندن ۱۷ نومبر ۱۹۹۴ء)

☆

یہ مانا درد دل اچھا نہیں ہے
مگر بچنے کا کچھ رستہ نہیں ہے
تمہارے خال و خد، رنگت تمہاری
مرا چہرہ، مرا چہرہ نہیں ہے
محبت میں ہماری کچھ کمی ہے
کہ گلیوں میں ابھی چرچا نہیں ہے
ہماری رات کی تنہائیوں سے
کسی آواز کا رشتہ نہیں ہے
خیالوں میں اسے دیکھا کرو اب
تخیل پر اگر پہرہ نہیں ہے
مرے سینے کا سورج ڈوبتا ہے
وہ جس دن شام کو ملتا نہیں ہے
بہت ہے اور بھی ساماں جنوں کا
دل نا مہرباں، تنہا نہیں ہے
یہ بے حد سرد سا غمگین لہجہ
تری آواز میں سجتا نہیں ہے

(آصف محمود باسط)

"خدا تعالیٰ جس نمونہ پر اس جماعت کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ صحابہؓ کا نمونہ ہے۔ ہم تو منہاج نبوت کے طریقہ پر ترقیات دیکھنی چاہتے ہیں۔"

"ہمارے سلسلہ کو تو صرف اخلاص، صدق اور تقویٰ جلد ترقی دے سکتا ہے۔"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

fozman foods
A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 &
081 553 3644

گذشتہ کچھ ہفتوں کے دوران پاکستان کے اخبارات میں چار موضوعات بڑے اہم رہے ہیں اور اخبارات کی خبروں، اداریوں اور مضامین کا بیشتر مواد انہی کی موافقت یا مخالفت پر مشتمل رہا ہے۔

(۱) فرقہ واریت کے عذاب میں شدت۔

(۲) یوم آزادی کے موقع پر اپوزیشن لیڈر نواز شریف کی طرف سے حکومت سے مستعفی ہونے کا مطالبہ۔ ۱۱ ستمبر تک کا الٹی میٹم اور "تحریک نجات" چلانے کا اعلان۔ حکومت کی طرف سے سخت مذمت۔

(۳) نواز شریف کی طرف سے یہ دھماکہ خیز اعلان کہ پاکستان کے پاس ایٹم بم موجود ہے۔ حمایت اور مخالفت میں زبردست بیان بازی۔

(۴) قاہرہ میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی بہبود آبادی کانفرنس میں پاکستان کی شرکت یا عدم شرکت کا مسئلہ۔ اپنے اپنے مفادات کے مطابق مختلف مذہبی جماعتوں اور علماء کی موافقت یا مخالفت۔

مگر آیئے آج اخبارات کے آئینے میں فرقہ واریت کی صورت حال دیکھتے ہیں کہ وطن عزیز پر اس عذاب کے سائے دن بدن اس قدر گمبھیر اور تشویش ناک ہوتے جارہے ہیں کہ دوسرے تمام معاملات اس کے سامنے غیر اہم ہو جاتے ہیں۔

تمام تر فکری و نظری اختلافات کے باوجود آج پاکستان کے تقریباً تمام صائب الرائے اور محب وطن دانشور اس بات پر یک زبان ہیں کہ اس ملک کا سب سے بڑا اور سب سے مہلک مسئلہ فرقہ واریت ہے۔ اس عفریت کی وجہ سے ملک بڑی تیزی کے ساتھ انتشار اور خانہ جنگی کی طرف بڑھ رہا ہے اور قومی یکجہتی اور استحکام کے تمام تر امکانات معدوم ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس ضمن میں چند خبریں دیکھئے۔

○ "ناموس صحابہ بل کی منظوری تک امن و امان کی ضمانت نہیں دے سکتے۔ اگر بل کو التواء میں ڈالا گیا تو ملک میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔"

(رہنما "سپاہ صحابہ"، اعظم طارق)

○ "۱۶ اگست کو ناموس صحابہ بل منظور ہو گا یا میری لاش اسمبلی سے آئے گی۔ مخالفوں سے ایوان میں ہی حساب چکاؤں گا"۔

(اعظم طارق)

○ "کاموکی میں مولوی اکرم رضوی کے قتل کے خلاف جلوس پر فائرنگ سے ایک شخص ہلاک ۳ زخمی ہو گئے"۔

○ "یوم آزادی کے دن کراچی میں سپاہ صحابہ کے جلوس پر فائرنگ سے دو افراد جاں بحق ہو گئے"۔

○ کراچی میں امام بارگاہوں اور پولیس موبائلوں پر فائرنگ۔ ۴ افراد ہلاک اور ۱۱

مکتوب پاکستان

یہاں توقع گندم رکھو نہ بو کر جو

(مبشر احمد محمود ایم۔ اے۔)

زخمی۔

○ "ناموس صحابہ بل پاس نہ ہوا تو حکمرانوں کو اقتدار کے ایوانوں سے باہر پھینک دیں گے۔ کارکن سڑکوں پر آنے کے لئے تیار ہیں"۔

(اعظم طارق، سیرت النبیؐ کانفرنس سے خطاب)

○ (مولوی اکرم رضوی کے قتل اور اس پر رد عمل کے باعث) کاموکی کو "خطرناک ترین علاقہ" قرار دے دیا گیا۔

○ اعظم طارق پر فائرنگ اور بموں سے حملہ۔ دو گن مین ہلاک۔ حملے کے لئے راکٹ لانچر استعمال کئے گئے۔ کماد کے کھیت میں چھپ کر جان بچائی۔

○ جامعہ قاسمیہ فیصل آباد پر رات ایک بجے کے قریب اندھا دھند فائرنگ۔

○ ضلع سرگودھا کی مساجد اور مجالس میں باہر سے آکر فرقہ واریت پھیلانے والوں پر پابندی۔

○ "ناموس صحابہ بل اب مسترد ہوا تو قومی اسمبلی سے لاشیں آئیں گی"۔

(اعظم طارق)

○ "مجھ پر حملہ کے ذمہ دار "سپاہ محمد" اور "تحریک جعفریہ" کے مرکزی رہنما ہیں۔ ملزم ۴۰ گھنٹے میں گرفتار نہ ہوئے تو خود انجام تک پہنچا دیں گے"۔

(اعظم طارق)

○ "فرقہ واریت کی آگ ہمیں جلا رہی ہے۔ انسان، انسان کا خدا بننے کی کوشش میں ہے"۔

(صدر پاکستان)

○ "اب دشمن ہم سے صلح و امن کی توقع نہ رکھے۔ ثابت ہو گیا کہ پاکستان میں جنگل کا قانون ہے"۔

(سربراہ سپاہ صحابہ، ضیاء الرحمان فاروقی)

○ لیہ میں دو مذہبی تنظیموں میں ہوائی فائرنگ اور پتھراؤ۔

○ "پاکستان میں فرقہ واریت کی صورت حال ہلاکو کے حملہ سے پیشتر بغداد کی صورت حال جیسی ہے"۔

(جسٹس جاوید اقبال سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ)

○ پنجاب کے ہوم سیکرٹری اور آئی جی نے فرقہ وارانہ تنظیموں کے خلاف کاروائی سے معذوری کا اظہار کر دیا کیونکہ دو فرقہ وارانہ تنظیموں کے پاس بھاری مقدار میں غیر قانونی اسلحہ موجود ہے۔ انہیں غیر ممالک سے فنڈز بھی مل رہے ہیں اور پولیس اپنے وسائل سے ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی۔

○ اسلحہ رکھنے والے علماء اور مذہبی جماعتوں کے ارکان کی فہرستیں تیار کر لی گئیں۔

○ "دینی مدارس میں اسلحہ اور فساد کی تربیت دینے والے دین کی خدمت نہیں کر رہے۔ یہ کہاں کا دین اور شرافت ہے کہ چند لوگ سڑکوں پر آکر آگ لگائیں"۔

(گورنر پنجاب)

○ "مذہب کے نام پر غنڈہ گردی ہو رہی ہے۔ دینی مدرسوں میں زیر تعلیم غریب بچوں کے کردار کو تباہ کیا جارہا ہے جہاں مولانا خدا کا درجہ رکھتے ہوں وہاں کام کرنے کی اجازت دینا ظلم ہے"۔

(گورنر پنجاب)

○ "مذہبی جماعتوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ مسلح ہو کر کام کریں"۔ (صدر پاکستان)

○ "ہمارے دینی مدارس محض مذہبی جنونی پیدا کر رہے ہیں۔ دینی اداروں کی حیثیت ریاست کے اندر ریاست کی ہے"۔

(سینٹ کی حقوق انسانی کمیٹی کے چیئرمین، خلیل الرحمان)

آیئے اب نقار خانہ میں طوطی کی آواز سننے کی کوشش کریں۔ یعنی قوم کا درد رکھنے والے بعض اصحاب کے مضامین میں سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

☆ "فرقہ واریت کی آگ بجھنے کی بجائے مزید بھڑکتی جارہی ہے اور اس کے شعلے روز بروز مزید بلند ہو رہے ہیں اور صورتحال تشویش ناک اور خطرناک شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اس آگ پر قابو پانے کے لئے بروقت مؤثر اقدامات اور تدابیر اختیار نہ کی گئیں تو بھیانک نتائج کا انتظار کرنا چاہئے"۔

(فرقہ واریت کی آگ از سید ذاکر حسین شاہ، جنگ ۳ اگست ۱۹۹۴ء)

☆ "......... آج ہماری عبادت گاہیں قتل گاہیں بن چکی ہیں۔ ہماری عبادت گاہیں اسلحہ خانوں کا روپ دھار چکی ہیں۔ مساجد میں عبادت اور عوامی مسائل کے حل کی بجائے دین اسلام کے مختلف فرقوں کو مٹانے کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ .... آج اسلام کے دعویدار مسلمانوں کو کافر بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں ہیں .... آج اسلام کے پرچارک یہودیوں، عیسائیوں اور کمیونسٹوں کی سرگرمیوں کی طرف دھیان دینے اور مسلمان نوجوانوں کو کافر ہونے سے بچانے کی بجائے آپس میں دست و گریبان ہو رہے ہیں

.... عیسائی ادارے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے ادارے اور کلیسا تعمیر کر رہے ہیں لیکن ہم ایک دوسرے کو مسجد نہیں بنانے دیں گے .... ہم ایک دوسرے کی بزرگ شخصیات کے خلاف سرعام جلسوں میں انتہائی غلیظ زبان استعمال کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کر دی ہے"۔

("یہ مسلمان ہیں ..."، از امجد علی گیلانی، جنگ ۱۹ اگست ۱۹۹۴ء)

☆ "پاکستان اس خطہ میں مسلمانوں کے لئے اللہ کی دین ہے اور اس کا سب سے زیادہ احساس دینی طبقہ کو ہونا چاہئے جسے اس ملک میں اسلامی شعائر کی ترویج کا موقع ملا ہے۔ مگر مذہبی فرقہ واریت نے پاکستان کی چولیں ہلا دی ہیں"۔

(اداریہ، نوائے وقت، ۲۴ اگست ۱۹۹۴ء)

☆ "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیت پر مرنے والے کو جہنمی قرار دیا ہے..... مگر آج دیکھئے "اہل ایمان" کے وطن پاکستان میں عصبیت کے ناگ ملک کے چپے چپے پر کس طرح پھنکار رہے ہیں۔ ان کے لہرانے اور پھن پھیلانے کے لئے کسی کے ہاتھ میں بین ہے، کسی کے بانسری، کسی کے ہاتھ میں دودھ کا کٹورہ ہے تو کسی کے ہاتھ میں پٹاری کا ڈھکن ....اور ان سب کی اصل محافظ و سرپرست ہے حکومت پاکستان۔ خواہ وہ ماضی کی ہو یا موجودہ، بھٹو کی ہو یا ضیاء الحق کی۔ نواز شریف کی ہو یا بے نظیر کی ...... عصبیت کے ناگوں کی پرورش ان سب حکومتوں نے کی ہے........"۔

(روز نامہ خبریں "مذہبی گروہ بندی کی سرکاری سرپرستی" از محمد صلاح الدین)

☆☆ یہ ساری صورت حال، اس کی وجوہات اور اس کے اعترافات اتنے واضح اور بین ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک طویل عرصہ پر محیط اور بار بار دہرائی جانے والی تنبیہات اور انذار کی صداقت کو اس قوت کے ساتھ ثابت کرنے والے ہیں کہ اب ان پر مزید کسی اضافہ یا تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف یہ شعر سن لیجئے کہ۔

ہے کارگاہ مکافات یہ جہاں یارو
یہاں توقع گندم رکھو نہ بو کر جو

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

CRAWFORD TRAVEL SERVICES
COMPETITIVE FARES TO PAKISTAN - INDIA - THE MIDDLE & FAR EAST - USA & CANADA BY PIA - AIR INDIA - BRITISH AIR - EMIRATE AIR - GULF AIR - KUWAIT AIR AND OTHER MAJOR AIRLINES
PHONE 071 723 2773
FAX 071 723 0502
Room 104, Chapel House
24 Nutford Place, London W1H

MOST COMPETITIVE PRICES IN WORLD WIDE FREIGHT FORWARDING & TRAVEL
ARIEL ENTERPRISES
26 LEGRACE AVENUE, HOUNSLOW, MIDDLESEX TW4 7RS
PHONE 081 564 9091
FAX 081 759 8822

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بہت بلند پایہ عالم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ ذیل میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا فرمودہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ نکاح پیش کیا جاتا ہے جو آپ نے ۱۹۴۶ء میں قادیان میں ارشاد فرمایا تھا۔ اس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر فرمایا ہے:۔

ملک رشید احمد صاحب پسر ملک عزیز احمد صاحب کے نکاح کا دختر چوہدری فضل حق صاحب کے ساتھ اعلان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:-

" میں نے کہا ہوا ہے کہ میں نکاحوں کا اعلان نہیں کیا کروں گا سوائے اس کے کہ کوئی خصوصیت ہو۔ چوہدری فضل حق صاحب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے چچازاد بھائی ہیں۔ گویا کہ مولوی صاحب کی بھتیجی کا نکاح ہے۔ مولوی صاحب کا جو تعلق سلسلہ سے ہے اسے جماعت بھلا نہیں سکتی۔ مسجد مبارک کے پرانے حصہ کی اینٹیں اب بھی ان کی زور دار تقریروں سے گونج رہی ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا عشق اور رنگ کا تھا لیکن جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کا تعلق ہے مولوی صاحب بشمولیت حضرت خلیفہ اولؓ جماعت میں اول ترین شخص ہیں جنہوں نے اس کی وضاحت کی اور زور دار الفاظ سے وضاحت کرتے رہے۔ گو پیغامیوں سے جو بحثیں اب ہوتی ہیں وہ بعد کی پیدا شدہ ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نور فراست نے اس فتنہ کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو اچھی طرح واضح کیا۔ حضرت مولوی صاحب ایک برہنہ تلوار تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ میں باہر سے آیا۔ ان دنوں سید میر مہدی حسین صاحب حضرت صاحب کی ڈیوڑھی پر ہوتے تھے انہوں نے مجھے کہا کہ مبارک ہو بہت بڑی خوش خبری ہے۔ میں نے دریافت کیا کیا بات ہے مجھے علم نہیں۔ انہوں نے مجھے بٹھالیا اور چراغ الدین جمونی کا اشتہار بڑے مزے لے لے کر سنایا۔ مجھے اسی وقت معلوم ہوتا تھا کہ اس کی باتیں حقیقت سے بعید ہیں۔ میں انکار کرتا تھا۔ وہ مجھے کہتے تھے نہ میاں توبہ کریں ایسی بات نہ کہیں سلسلہ کی ترقی کے لئے بہت بڑا نشان ظاہر ہوا ہے۔ میر صاحب عمر میں مجھ سے بڑے تھے میں ان کی باتیں سنتا رہا۔ لیکن خیال کرتا تھا کہ جن لوگوں نے قربانیاں کیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں ہمیشہ رہتے ہیں ان میں سے کوئی فرشتہ نہ بنا اور یہ شخص فوراً بن گیا لیکن اس نے ایسی چالاکی کی تھی کہ مسیح موعودؑ کے دو فرشتوں میں سے ایک حضرت خلیفہ اولؓ کو قرار دیا تھا۔ پہلے بھی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا لیکن اس دن سے تعہد کے ساتھ جانے لگا تا اس بات کی حقیقت معلوم کر سکوں۔ میں نے دیکھا کہ چراغ الدین کا دوسرا یا تیسرا اشتہار پہنچا۔ مسجد میں سنایا جا رہا تھا۔ حضرت خلیفہ اول بالعموم تائید کرتے تھے۔ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں تو اس اشتہار سے منافقت کی بو آتی ہے کوئی تھوڑا بہت الہام ہوا ہوگ کہ اس نے اس کی وجہ سے آگے بڑھنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت صاحب کا یہ کہنا تھا کہ مولوی عبدالکریمؓ صاحب نے زور سے کہا الحمد للہ، مرحبا، جزاک اللہ، حضور نہ بولتے تو میرا پیٹ پھٹ ہی جاتا میں نے دبایا ہوا تھا۔

مولوی صاحب میں یکرنگی پیدا ہو گئی تھی گویا کہ کوئی دوسرا رنگ رہا ہی نہ تھا۔ حق بات کہنے میں کسی سے خائف نہیں ہوتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی تفسیر سنانی شروع کی۔ حضرت خلیفہ اولؓ کبھی تعریف بھی کرتے تھے لیکن مولوی عبدالکریم صاحب کہتے تھے کہ ہم تو قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سننے آئے تھے یہ ہمیں اپنی باتیں سناتا ہے اور حضرت صاحبؑ کی باتوں سے محروم رکھتا ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی قربانیاں کیں لیکن آپ نے کامیابیوں کا زمانہ بھی دیکھا اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے صرف قربانیاں ہی کیں اور شہید ہوئے لیکن کامیابیوں کا زمانہ دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے تعلق کی وجہ سے نہ صرف اس خاندان کے لئے بلکہ ساری جماعت کے لئے خوشی کا موقعہ ہے۔ دوسری طرف لڑکا اس خاندان سے ہے جو حضرت خلیفہ اولؓ کے رشتہ دار ہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے ان کے خاندان میں دودھ پیا ہے"۔

(مرسلہ حبیب الرحمان زیروی)

جماعت کے مبلغین کی صفات

میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کی جاوے۔ چاہئے کہ ایسے آدمی منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ ان کی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں۔ مستقل، راست قدم اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں۔ مسائل سے واقف اور متقی ہوں کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے۔ وہ آپ جاذب ہوتا ہے۔ وہ اکیلا رہتا ہی نہیں

(ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] صـ ۳۱۱)

بقیہ خطبہ جمعہ

فتنہ و فساد نہ ہو۔ ہر ممکن کوشش کرنی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقاصد کم سے کم نقصان سے پورے ہوں اور اللہ ایسا ہی کرے گا۔ مگر اس کے باوجود اس راہ میں اگر کوئی دکھ ہوئے کوئی مصیبتیں دیکھنی پڑیں، کوئی اور مسجدیں بھی مسمار ہوئیں تو غم کا تو کوئی مقام نہیں یہ وہ مصیبتیں ہیں جو تمہارے جہاد نے بلائی ہیں، جہاد کا ایک لازمی حصہ ہیں اور جہاد کی راہ میں مصیبتیں بعض دفعہ اتنی پیاری ہو جایا کرتی ہیں کہ جو لوگ ان مصیبتوں سے گزرتے ہیں ان کو اپنا فخر سمجھتے ہیں، ان کی لذتیں ان مصیبتوں میں ڈالی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شہداء کو جب شہادت کے بعد خدا نے پوچھا اور اس واقعہ کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خود اطلاع دی کہ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو میں تمہاری قربانی، تمہارے جذبہ شہادت سے ایسا راضی ہوا ہوں کہ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ تو جانتے ہیں انہوں نے کیا عرض کی۔ انہوں نے عرض کی اے خدا ہمیں پھر زندہ کر، ہم پھر شہید کئے جائیں، پھر ہمیں زندہ کر، پھر ہم شہید کئے جائیں اور میں اسی طرح سو زندگیاں پاؤں اور سو شہادتوں کا اعزاز حاصل کروں۔ کیونکہ جو لطف مجھے اس شہادت میں آ گیا ہے وہ اپنی جزاء آپ تھا۔ اس کی میں اور جزاء کا تجھ سے کیا مطالبہ کروں۔ پس یہی میری جزاء ہے جو دائمی کر دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر میں یہ پہلے لکھ نہ چکا ہوتا کہ جو ایک دفعہ اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا دوبارہ اس میں نہیں بھیجا جائے گا تو میں تمہاری یہ تمنا بھی قبول کر لیتا۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ یہ تو تم دکھ مانگ رہے ہو کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ اس شہید ہونے والے کی زندگی کے اس آخری لمحے کا لطف ایک ایسا لطف تھا جو باہر کی دنیا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ پس جہاد کی راہ کی جو قربانیاں ہیں ان کا کوئی غم نہیں ہے اور جو ضرور لازماً پیش آنی ہیں وہ تو پیش آئیں گی لیکن بہت معمولی ہونگی۔ جو عظیم انعام اس کے نتیجہ میں ملتے ہیں اس کے مقابل پر یہ قربانیاں معمولی، کچھ بھی نہیں ہیں۔ رستہ چلتے کی کانٹے کی معمولی سی تکلیف سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

> صبر کے ساتھ پیغام کو پھیلاتے چلے جاؤ اور کوئی پرواہ نہ کرو کہ اس کے مقابل پر قوم کیا ردعمل دکھاتی ہے۔ وہ کرو تو یقین جانو کہ خدا کی وہ ساری خوش خبریاں جو محمد رسول اللہؐ کی امت کے ساتھ آخری زمانے میں وابستہ ہیں وہ تمہارے ذریعہ پوری ہونگی اور خدا تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا

پس میں امید رکھتا ہوں کہ راولپنڈی کی جماعت اگر عظمت کردار رکھتی ہے، اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچی غلامی کا دعویٰ کرتی ہے تو یہی انتقام ہے جو ان کو لینا چاہئے اور خدا آپ کے ساتھ ہو گا اور اس انتقام میں آپ کی پوری مدد فرمائے گا اور تمام دنیا کی جماعتیں ان کے ساتھ مل کر اس انتقام میں پورا حصہ لیں۔ ان معنوں میں خدا منتقم ہے کہ برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتا ہے جو جہنم کی طرف جا رہے ہوں ان کو جنت کی طرف بلانے سے بہتر انتقام اور کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

SUPPLIERS OF ALL
CROCKERY, CUTLERY AND
DISPOSABLE CROCKERY FOR
WEDDINGS, PARTIES AND
OTHER SOCIAL FUNCTIONS
ABBA
CATERING SUPPLIES
081 574 8275 / 843 9797
1A Greenford Avenue,
Southall, Middx UB1 2AA

تاریخ احمدیت
۱۸۸۹ء

قیام لدھیانہ کے دو واقعات کا تذکرہ ضروری ہے۔

پہلا واقعہ

"حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کا بیان ہے کہ:-

"بیعت کے بعد جب میں لدھیانہ ٹھہرا ہوا تھا تو ایک صوفی طبع شخص نے چند سوالات کے بعد حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ آیا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروا سکتے ہیں؟ آپؑ نے جواب دیا کہ اس کے لئے مناسب شرط ہے اور میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ یا جس پر خدا کا فضل ہو جائے"۔ اسی رات میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا"۔

دوسرا واقعہ

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ:-

"ایک سائل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا ایک عزیز فوت ہو گیا ہے اور میرے پاس کفن دفن کے لئے کچھ انتظام نہیں ہے اور اس نے کچھ سکے چاندی اور تانبے کے رکھے ہوئے تھے یہ دکھانے کے لئے کہ کسی قدر چندہ ہوا ہے اور ابھی اور ضرورت ہے۔ حضرت نے قاضی خواجہ علی صاحبؓ سے فرمایا کہ "قاضی صاحب ان کے ساتھ جا کر کفن کا انتظام کر دو" حضرت کی اس قسم کی عادت مبارک نہیں تھی بلکہ عام طور پر جو مناسب سمجھتے نہایت درجہ فیاضی سے دے دیتے۔ اس ارشاد سے خدام کو تعجب ہوا۔ حضرت قاضی صاحب نے بھی یہ نہیں پوچھا کہ کیا دے دوں بلکہ وہ ساتھ ہی ہو گئے۔ سائل قاضی صاحب کو لے کر رخصت ہوا۔

تھوڑی دیر بعد حضرت قاضی صاحب مسکراتے ہوئے واپس آئے اور کہا حضرت وہ تو بڑا دھوکہ باز تھا راستہ میں جا کر اس نے میری بڑی منت خوشامد کی کہ خدا کے واسطے آپ نہ جاویں جو کچھ دینا ہے دے دیں۔ میں نے کہا کہ مجھے تو خود جانے کا حکم ہے جو کچھ تمہارے پاس ہے یہ مجھے دو جو کچھ خرچ آئے گا میں کروں گا۔ آخر جب اس نے دیکھا کہ میں ٹلتا ہی نہیں تو ہاتھ جوڑ کر ندامت کے ساتھ کہا کہ نہ کوئی مرا ہے اور نہ کوئی کفن دفن کی ضرورت ہے۔ یہ میرا پیشہ ہے۔ اب میری پردہ دری نہ کرو۔ تم واپس جاؤ۔ میں اب یہ کام نہیں کروں گا"۔

سفر علی گڑھ

علی گڑھ میں ایک بزرگ سید تفضل حسین صاحب رہتے تھے جنہیں زمانہ "براہین احمدیہ" سے حضرت اقدس کے ساتھ عقیدت تھی۔ وہ کئی مرتبہ حضرت کی خدمت میں علی گڑھ میں تشریف لانے کی درخواست کر چکے تھے۔ جسے حضرت نے قبول فرمایا اور آپ اپریل ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ سے علی گڑھ تشریف لے گئے۔

اس سفر میں حضرت کے ہمراہ آپ کے خدام میں سے حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ، میر عباس علی صاحب اور شیخ حامد علی صاحب تھے۔ حضرت اقدس سید محمد تفضل حسین صاحب تحصیل دار کے ہاں ٹھہرے جو ان دنوں دفتر ضلع میں سپرنٹنڈنٹ تھے۔ علی گڑھ میں ان دنوں میں ایک مولوی صاحب محمد اسماعیل نامی رہتے تھے۔ انہوں نے حضرت کی خدمت میں نہایت انکسار سے وعظ کے لئے درخواست کی اور کہا کہ لوگ مدت سے آپ کے مشتاق ہیں، بہتر ہے کہ سب لوگ ایک مکان میں جمع ہوں اور آپ کچھ وعظ فرمائیں۔ حضرت ضعف دماغ کے باعث جس کا قادیان میں بھی کچھ مدت پہلے دورہ ہو چکا تھا، اس لائق نہیں تھے کہ زیادہ گفتگو یا اور کوئی دماغی محنت کا کام کر سکتے مگر چونکہ آپ کو ہمیشہ یہی عشق اور یہی دلی خواہش رہتی تھی کہ حق بات لوگوں پر ظاہر فرمائیں کہ اسلام کیا چیز ہے اور اب لوگ اسے کیا سمجھ رہے ہیں۔ اس لئے حضور نے لیکچر منظور فرمالیا کہ انشاء اللہ اسلام کی حقیقت بیان کی جائے گی۔ چنانچہ اشتہار بھی شائع کر دیا گیا اور سب تیاری مکمل ہو گئی۔ لیکچر کا وقت قریب آیا تو آپ الہاماً وعظ سے روک دئے گئے اور آپ نے لیکچر دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ تفضل حسین صاحبؓ نے عرض کیا کہ حضور اب تو سب کچھ ہو چکا ہے بڑی بدنامی ہوگی۔ حضرت نے فرمایا خواہ کچھ ہو ہم خدا کے حکم کے مطابق کریں گے۔ پھر اور لوگوں نے بھی حضرت سے بڑے اصرار سے عرض کیا مگر حضرت اقدسؑ نے فرمایا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں خدا کا حکم چھوڑ دوں۔ اس حکم کے مقابل میں مجھے کسی ذلت کی پروا نہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب نے اس معذرت کی آڑ لے کر جمعہ کے بعد حضرت کے خلاف نہایت زہریلی اور کذب و افتراء سے پر تقریر کی اور کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ کل جمعہ ہے وعظ فرمایئے اس کا انہوں نے وعدہ بھی کیا مگر صبح رقعہ آیا کہ میں بذریعہ الہام وعظ کرنے سے منع کیا گیا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ بہ سبب عجز بیانی و خوف امتحانی انکار کر دیا۔ یہ شخص محض نالائق ہے علمی لیاقت نہیں رکھتا۔ میں نے الہام کے بارے میں چند سوال کئے کسی قدر بے معنی جواب دے کر سکوت اختیار کیا۔ ہرگز یقین نہیں ہو سکتا کہ ایسی عمدہ تصانیف کے یہی مصنف ہیں۔ سید احمد عرب جن کو میں ثقہ جانتا ہوں وہ مجھ سے بلاواسطہ بیان کرتے تھے کہ میں دو ماہ تک ان کے پاس ان کے معتقدین خاص کے زمرہ میں شامل رہا اور وقتاً فوقتاً بنظر تجسس و امتحان ہر ایک وقت خاص طور پر حاضر رہ کر جانچا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت ان کے پاس آلات نجوم موجود ہیں وہ ان سے کام لیتے ہیں۔ مجھے فقرات الہام پر غور کرنے سے ہرگز یقین نہیں آتا کہ وہ الہام ہیں۔ مدعی ہونا کرامات کے خلاف ہے اور یہ کہنا کہ جس کو انکار ہو تو وہ آکر دیکھے یہ دعاوی باطلہ ہیں۔ میں ملاقات کرنے سے بالکل بے عقیدہ ہو گیا ہوں۔ میری رائے میں جو موحد ان سے ملاقات کرے گا ان کا معتقد نہ رہے گا۔ نماز ان کی اخیر وقت ہوتی ہے جماعت کے پابند نہیں وغیرہ وغیرہ"۔

یہ تقریر اس نے چھاپ کر شائع بھی کر دی اور حضرت نے اپنی تصنیف "فتح اسلام" میں اس کے ایک ایک الزام کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے اسے "آلات نجوم" کے متعلق بہتان طرازی پر دعوت مباہلہ دی جس پر اس نے کتاب لکھی اور اس میں آپ کے خلاف بددعا کی۔ مگر ابھی یہ کتاب ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ وہ دار فانی سے کوچ کر گیا۔

حضرت اقدسؑ علی گڑھ میں قریباً ایک ہفتہ قیام فرما رہے اور پھر لدھیانہ واپس آ گئے اور دوسرے ہفتے کے شروع ہی میں قادیان تشریف لے آئے۔

ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جوابات

مئی یا جون ۱۸۸۹ء میں ایک عیسائی عبداللہ جیمز نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے پاس تین سوالات بغرض جواب بھیجے۔ انجمن نے ان کے جواب کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ دونوں سے درخواست کی۔ ہرچند کہ حضرت کو فرصت نہ تھی اور طبیعت بھی اچھی نہ تھی محض عشق رسولؐ کے جوش سے ان میں سے دو کا جواب تحریر فرمایا۔ تیسرے سوال کا جواب حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے لکھا اور انجمن نے ان جوابات کو "ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب" کے عنوان سے شائع کر دیا۔ حضرت کا یہ معرکۃ الآراء جواب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے مکتوبات احمدیہ جلد سوم میں درج کر دیا ہے جو تثلیث پرستی کے خلاف ایک کامیاب ہتھیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف صحیفہ فطرت کے تمام علوم اور اس کی صداقتوں کو یاد دلاتا ہے اور اس کے اسرار غامضہ کو کھولتا ہے اور کوئی نئے امور برخلاف اس کے پیش نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اسی کے معارف دقیقہ ظاہر کرتا ہے۔ برخلاف اس کے عیسائیوں کی تعلیم جس کا انجیل پر حوالہ دیا جاتا ہے ایک نیا خدا پیش کر رہی ہے جس کی خودکشی پر دنیا کی گناہ اور عذاب سے نجات موقوف اور اس کے دکھ اٹھانے پر خلقت کا آرام موقوف خیال کی گئی ہے۔ پھر بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک ایسا عجیب خدا ہے کہ حصہ اس کی عمر کا تو منزہ عن الجسم و عن عیوب الجسم میں گزرا ہے اور دوسرا حصہ عمر کا (کسی نامعلوم بدبختی کی وجہ سے) ہمیشہ کے تجسم اور تحیز کی قید میں اسیر ہو گیا اور گوشت پوست استخوان وغیرہ سب کے سب اس کی روح کے لئے لازمی ہو گئے اور اس تجسم کی وجہ سے کہ اب ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا۔ انواع و اقسام کے اس کو دکھ اٹھانے پڑے۔ آخر دکھوں کے غلبہ سے مر گیا۔ اور پھر زندہ ہوا اور اسی جسم نے پھر آ کر اس کو پکڑ لیا۔ اور ابدی طور پر اس کو اب پکڑے رہے گا۔ کبھی مخلصی نہیں ہوگی۔ اب دیکھو کہ کیا کوئی فطرت صحیحہ اس اعتقاد کو قبول کر سکتی ہے؟ کیا کوئی پاک کا اس کی شہادت دے سکتا ہے؟۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت مرتبہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

بقیہ حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے بارہ میں

(۲۳) تفسیر مجمع البیان از علامہ طبرسی زیر آیت "فمن تبعنی فانہ منی" (سورۃ ابراہیم: ۳۷)
(۲۴) تفسیر صافی سورۃ الاحزاب زیر آیت "وازواجہ امہاتہم" (الاحزاب: ۷)۔ (۲۵) سورۃ ھود: ۴۷)
(۲۶) بحار الانوار عربی جلد ۱۳ صـ ۱۷ دار طباعۃ حاجی ابراہیم تبریزی۔
(۲۷) بحار الانوار جلد ۱۳ صـ ۳۰۔
(۲۸) اکمال الدین صـ ۳۶۸۔
(۲۹) سورۃ آل عمران آیت: ۱۴۵۔
(۳۰) تفسیر مجمع البیان از علامہ طبرسی زیر آیت "وعد اللہ الذین آمنوا ..." (سورۃ النور: ۵۶)۔
(۳۱) تفسیر قمی و تفسیر صافی زیر آیت "ھوالذی ارسل رسولہ بالہدیٰ" (توبہ۔ ۳۳)۔
(۳۲) بحار الانوار جلد ۱۳ باب زمانہ صـ ۱۹۸۔
(۳۳) بحار الانوار جلد ۱۳ باب ما ورد من اخبار اللہ
(۳۴) بحار الانوار جلد ۱۳ باب نمبر ۳۳۔
(۳۵) بحار الانوار جلد ۱۳ صـ ۷
(۳۶) بحار الانوار جلد ۱۳ صـ ۱۷۳۔
(۳۷) بحار الانوار جلد ۱۳ صـ ۲۱۔
(۳۸) ناسخ التواریخ جلد ۱ صـ ۱۸۶۔
(۳۹) بحار الانوار جلد ۱۳ باب صفاتہ علیہ السلام۔
(۴۰) فروع کافی کتاب الروضہ صـ ۱۰۰ و بحار الانوار۔
(۴۱) سول اینڈ ملٹری گزٹ ۷ اپریل ۱۸۹۴ء لاہور۔
(۴۲) بحار الانوار جلد ۱۳ صـ ۱۷۔
(۴۳) بحار الانوار جلد ۱۳۔
(۴۴) بحار الانوار جلد ۱۳ باب صفاتہ صلوات اللہ علیہ۔
(۴۵) اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔
(۴۶) سرالخلافۃ صـ ۳۴ عربی سے ترجمہ۔
(۴۷) براہین احمدیہ جلد چہارم صـ ۵۰۳، حاشیہ در حاشیہ۔
(۴۸) فتاویٰ احمدیہ حصہ دوم صـ ۴۲۔
(۴۹) ازالہ اوہام حصہ دوم صـ ۴۵۷۔
(۵۰) ازالہ اوہام حصہ دوم صـ ۴۵۷، ۴۵۸۔
(۵۱) ازالہ اوہام حصہ دوم صـ ۴۵۷، ۴۵۸۔

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS

TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road. London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

Vol.1 — Friday, October 21, 1994 — No. 42

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule
For Live Transmission from London
21st October 1994 - 3rd November 1994

Tel:+44 81 870 0922
+44 81 870 8517 Ext. 230
Fax:+44 81 870 0684
Telex: 262433 MONREF G
Our Telex Ref: B1292

Friday, 21st October

1.15	Tilawat
1.30	FRIDAY SERMON
2.40	Darood-o-Salam
2.55	Comments on News
3.15	A talk by Maulana Sultan Mahmood Anwer Sahib
3.30	MULAQAT Repeat 11-5-1994
4.35	Tomorrow's Programmes

Saturday, 22nd October

12.45	Tilawat
1.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at the Cambridge University on 6-5-1986
3.20	Poem
3.30	MULAQAT Repeat 26th March 1994
4.35	Poem
4.50	Tomorrow's Programmes

Sunday, 23rd October

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at the Mehmood Hall, London on 20-12-1992
1.05	Poem
1.10	A talk by sister Almira Babovic in Bosnian Language
1:30	MULAQAT
2.30	Tarana about Bosnia
2:53	"The golden deeds of Muslim youth" a talk by Mr Noman Newman
3.30	Poem in Arabic
3.50	Tomorrow's Programmes

Monday, 24th October

1.15	Tilawat
1:30	MULAQAT - Homeopathy Class
2.40	Poem
2.50	"GLIMPSES OF PAST FROM OUR ARCHIVE" A Speech by Maulana Dost Mohammed Shahid Sahib on "The Islamic concept of God"
3.30	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Tuesday, 25th October

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy class
2.40	Poem
2.50	Humanity - A talk by Laiq Ahmad Tahir Sahib
3.25	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday, 26th October

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 5) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
3.00	General Interest programme by ladies - Host Mrs H. Farooqi بہنوں کی محفل
3.50	Tomorrow's Programmes

Thursday, 27th October

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	Poem
2.35	MEDICAL PROGRAMME By Dr Mujeeb-ul-Haq Khan
3.05	PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.35	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Friday, 28th October

12.45	Tilawat
1.00	Comments on News
1.20	Darood-o-Salam
1.30	FRIDAY SERMON
2.40	Poem
2.50	MULAQAT - General Q/A
3.50	Tomorrow's Programmes

Saturday, 29th October

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at the London Mosque on 12-5-1990
1.30	MULAQAT
2.30	Poem
2.40	"ECLIPSES IN SCIENCE" A discussion By Prof. Saleh Mohammed Alladin Sahib and three other scientists
3.25	Poem
3.30	Interview of Mrs. Verginia Bottomley M.P.
3.35	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Sunday, 30th October

11.45	Tilawat
11.50	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at Toronto, Canada on 4-7-1994
1:30	MULAQAT
2.30	Poem
2.40	A talk by sister Almira Babovic in Bosnian Language
3:00	Poem
3.10	"A HEAVENLY SIGN" Documentary Programme about Solar & Lunar Eclipse
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Monday, 31st October

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy Class
2.40	Poem
2.50	"GLIMPSES OF PAST FROM OUR ARCHIVE" A Speech by Mirza Muzaffar Ahmad Sahib on "Promised Messiah's Love of God"
3.30	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Tuesday, 1st November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy class
2.40	Poem
2.50	Life of the Promised Messiah (Peace be upon Him) - A talk by Laiq Ahmad Tahir Sahib
3.20	Selected Sayings Of the Holy Prophet Mohammed ﷺ (Peace be upon Him)
3.45	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday, 2nd November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 6) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
3.00	General Interest programme by ladies - Host Mrs H. Farooqi بہنوں کی محفل
3.50	Tomorrow's Programmes

Thursday, 3rd November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	Poem
2.40	Life of the Holy Prophet Mohammed ﷺ (Peace be upon Him) A Talk by Hafiz Muzaffar Ahmad Sahib
3.05	Poem
3.10	PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Please Note

- Our Audio Frequencies:

English / Urdu	7.02 MHz
Arabic	7.20 MHz
Russian	7.56 MHz
French	7.92 MHz

- Programmes or their timings may change without further notice.
- British Summer time changes on the 23rd of October 1994

Week in a nutshell

Permanent or those features which will continue for sometime

EVERY MONDAY
- ◊ MULAQAT - Homeopathy Class
- ◊ Glimpses of past from our archive

EVERY TUESDAY
- ◊ MULAQAT - Homeopathy Class
- ◊ Various Talks, Documentaries, Interviews etc.

EVERY WEDNESDAY
- ◊ MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- ◊ General interest programme by ladies : بہنوں کی محفل
- ◊ "Islamic Etiquette" Talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib

EVERY THURSDAY
- ◊ MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- ◊ Medical programme (every alternate Thursday)
- ◊ "A page from history" Talk by Bashir Ahmad Rafiq Khan Sahib

EVERY FRIDAY
- ◊ FRIDAY SERMON by Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV
- ◊ MULAQAT - General Question & Answers
- ◊ Comments on News

EVERY SATURDAY
- ◊ Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)
- ◊ MULAQAT - various communities or children or young lajna

EVERY SUNDAY
- ◊ Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)
- ◊ MULAQAT - various communities or children or young lajna

شذرات

(م-ا-ح)

ہمیں ہمیشہ اس بات پر حیرت ہوئی ہے کہ معاندین احمدیت ہماری مخالفت میں جھوٹ، افتراء اور تہمت کی غلاظت پر کیوں منہ مارتے ہیں جبکہ قرآن و سنت کی تعبیر و تشریح اور آئمہ اور اکابر کے ارشادت سے استفادہ کی راہیں کھلی ہیں۔ تسلیم کہ انہیں ہماری کتابوں کی تحویل اور ہمارے اقوال کی تحریف کا پورا حق حاصل ہے لیکن یہ لوگ خلاف واقعہ امور ہم سے کیوں منسوب کرتے ہیں اور جو باتیں تحقیق و تفتیش سے غلط ثابت ہو سکتی ہیں ان کی تکرار کیوں کرتے ہیں۔ ہم نے یہ بھی مانا کہ وہ تمسخر و استہزا کریں کہ یہ ان کے آباء کا شیوہ رہا ہے مگر قرآنی تعلیم کے سراسر خلاف یہ لوگ ہمیں اور ہمارے مقدس اکابر کو گالیاں کیوں دیتے ہیں۔ تعجب اس بات پر تھا کہ یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی یہ لوگ توقع رکھتے ہیں کہ ہم ان کی ہفوات سنیں، ان کی دعوت پر غور کریں اور خدا تعالیٰ نے اپنے پاک مہدیؑ کے طفیل ہمیں جس ظلمت سے نکالا ہے اور اسلام کا سچا شعور، قرآن کا صحیح مفہوم اور ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارفع مقام کا ادراک عطا کیا ہے، ہم پھر ان کے بلانے پر انہی اندھیروں کو لوٹ جائیں۔

ہماری اس الجھن کو بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ایک ارشاد نے سلجھا دیا ہے۔ لیکن اس کے لئے پہلے آپ یہ ایمان افروز واقعہ سنیں:

" بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں ایک صاحب حضرت میاں نظام الدین صاحب جہلم سے کسی کام کے لئے لاہور آئے تو وہاں انجمن اسلامیہ کے سالانہ جلسہ کے پنڈال کے باہر ایک مولوی کو دیکھا جو سڑک کے کنارے لوگوں کو اکٹھا کر کے وعظ کر رہا تھا اور قرآن کریم ہاتھ میں لے کر قسمیں کھا کر کہتا تھا کہ مرزا صاحب (نعوذ باللہ) کوڑھی ہو گئے ہیں اس لئے کہ وہ نبیوں کی ہتک کرتے تھے۔ جس کو شک ہو قادیان جا کر دیکھ لے۔ یہ سن کر میاں نظام الدین صاحب نے سوچا کہ قادیان جا کر اس معجزے کو دیکھنا چاہئے۔ جب وہ گئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر طرح تندرست اور خدمت دین میں مشغول پایا تو حضورؑ کو سارا واقعہ سنا کر بیعت کی درخواست کی"۔ حضور نے فرمایا کہ "یہ مولوی ہمارے بارے میں جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہیں"۔ اس پر میاں صاحب موصوف نے بیعت کر لی اور کہا کہ "میں ان جھوٹوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا"۔

(سیرۃ المہدی، حصہ سوم)

سو احمدیت کے دشمن یہ ملا ایک تو کذب بیانی کو شیر مادر کی طرح حلال جانتے ہیں اور دوسرے اس شر سے یہ خیر بر آمد ہوتی ہے کہ جہاں ہماری آواز نہیں پہنچتی وہاں یہ ہماری تبلیغ کا ذریعہ بنتے ہیں اور ان کی غلط بیانیوں کے برعکس حقیقت معلوم ہونے پر کئی سعید روحیں ہدایت پاتی ہیں۔

سو اگر ان کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ اپنی مذموم روش پر قائم رہیں گے تو ہم نے بھی یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ان کی دروغ بافیوں، افترا پردازیوں اور بہتان تراشیوں میں سے ایک ایک کو لے کر اس کا بطلان کریں گے اور انہیں للکاریں گے کہ سامنے آئیں اور اپنے ریش و عمامہ کا دفاع کریں۔ ساتھ ہی خدا ترس، بے تعصب اور متلاشی حق قارئین سے درخواست کریں گے کہ خدارا ہمارے پیش کردہ حقائق ان مفتریوں کے سامنے رکھیں اور ان سے جواب طلب کریں تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔

اس تمہید کے بعد ہم روزنامہ جنگ کے فورم ایڈیٹر سے مجلس ختم نبوت لندن کے "رہ نماؤں" کے ایک مذاکرہ میں بیان کردہ ایک سفید جھوٹ کا ذکر کرتے ہیں۔ گو احمدیوں کو انگریز کا خود کاشتہ پودا پہلے بھی بارہا کہا گیا ہے مگر اس قدر تفصیل اور بظاہر تیقن کے ساتھ یہ افترا پہلی مرتبہ وضع ہوا ہے:

ان علماء (یا رہ نماؤں) نے کہا۔

" انگریزوں کا ایک وفد ہندوستان گیا۔ اس کے ذمہ صرف یہ کام تھا کہ کس طرح مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ختم کیا جائے۔ اس وفد نے یہ رپورٹ دی کہ مسلمانوں کا جذبہ جہاد قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبنی ہے۔ جب تک ایک حواری نبی ایسا نہ ہو جو جہاد کے احکامات منسوخ ہونے کا اعلان کرے اور لوگ اس کی بات مان لیں اس وقت تک جذبہ جہاد کو ختم کرنے کی کوئی توقع نہیں۔ وفد نے یہ بھی کہا کہ ایسا آدمی ہمیں پنجاب میں مل سکتا ہے"۔

(جنگ لندن سنڈے میگزین ۳ اکتوبر ۹۴ء)

اس بے سروپا طوطا مینا کی کہانی کی اشاعت پر ہم نے " دروغ گو را بخانہ اس باید رسانید" کے مصداق جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لئے اسی اخبار میں تحدی کی تھی کہ یہ مفتری بتائیں کہ یہ برطانوی وفد کب ہندوستان گیا تھا اور کن ارکان پر مشتمل تھا۔ اس کی رپورٹ یقیناً انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ ہوگی۔ سو یہ رپورٹ حاصل کریں اور اس کی مصدقہ نقل شائع کریں۔ اگر وہ یہ نہیں کر سکتے تو اپنی معلومات کا ذریعہ بتائیں ورنہ تسلیم کریں کہ یہ داستان انہوں نے خود گھڑی ہے اور نفس لوامہ سے محروم یہ مخلوق دیدہ دلیری سے اس قسم کی فریب دہی پر قادر ہے۔

چونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اس لئے ہمارے اس مطالبے کا کوئی جواب آج تک نہیں ہو سکا۔ اب ہو گا یہ کہ اپنی عادت کے مطابق یہ لوگ کچھ عرصہ تک خاموش رہیں گے۔ جب ہمارا چیلنج لوگوں کے حافظہ سے محو ہو چکا ہو گا تو یہ پھر اپنا منحوس سر اٹھا کر اسے دہرائیں گے۔ الفضل کے قارئین سے درخواست ہے کہ ان اوراق کو سنبھال کر رکھیں اور ان کے لب کھولتے ہی چھپ سے ان کے منہ پر ماریں۔

اسی مذاکرہ کی رپورٹ کی دوسری قسط میں بھی ایک مضحکہ خیز دعویٰ کیا گیا ہے۔ قارئین کے تفنن طبع کے لئے یہ بھی درج ہے۔ ملاؤں نے کہا:۔

" پاکستان میں جتنی بھی سازشیں ہو رہی ہیں حتیٰ کہ ہتھوڑا گروپ، کراچی میں مسلح حملے اور مذہبی لیڈروں کا قتل وغیرہ، ان تمام واقعات میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ اس کے ٹھوس شواہد موجود ہیں مگر اس کے باوجود ہماری حکومت نے اس کا نوٹس نہیں لیا"۔

(جنگ لندن، سنڈے میگزین، ۱۰ اکتوبر ۹۴ء)

حیرت ہے کہ ان حضرات کے پاس "ٹھوس شواہد" کے باوجود پاکستان کی وزارت داخلہ یا امن و امان کے اداروں نے انہیں قابل توجہ نہیں سمجھا۔ آخر یہ خود ان شواہد کو پیش کیوں نہیں کر دیتے۔ ان کو نیچے دبا کر خود اوپر کیوں بیٹھے ہیں۔ کیا یہ اس انتظار میں ہیں کہ انہیں انسپکٹر جنرل پولیس لگایا جائے تو یہ بلی کو تھیلے سے باہر لائیں گے۔ کاش حکومت وقت امن شکنی اور خونریزی کی شہادت کو چھپانے کے جرم میں ہی ان فتنہ پردازوں کو پکڑتی لیکن اسے اپنے مخمصوں سے ہی فرصت نہیں۔

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad